عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۵ | ۱۲ تا ۱۸ شوال المکرم ۱۴۴۷ھ مطابق یکم تا ۷ اپریل ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۱۳

سلف صالحین کا متوازن منہج

پاکستان کے ساتھ احسان فراموشی کیوں؟

اپریل فول کی شرعی حیثیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org

www.amtkn.com
Email:editorkn@yahoo.com

پریشانیوں سے نجات کے لئے

س:......دل کے سکون اور پریشانیوں سے دور رہنے کے لئے کیا کیا جائے؟

ج:......شریعت پر مکمل طور پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ اور صدقہ خیرات کرنے کا اہتمام کریں۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم، ذکر، تسبیح درود شریف و استغفار کی پابندی کی جائے۔ حقوق اللہ وحقوق العباد یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ صبر اور شکر سے کام لیں، انشاء اللہ! سکون قلب نصیب ہوگا۔

قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانا

س:......قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے؟

ج:......بہت بڑا گناہ ہے یعنی گناہ کبیرہ ہے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور قہر کا سبب ہے، اس سے فوراً توبہ کریں کچھ صدقہ خیرات کر دیں اور یہ پختہ عہد کریں کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں ہوگا۔

خواتین کا سر کے بال کاٹنا

س:......خواتین کے لئے سر کے بال کاٹنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج:......جیسے مردوں کے لئے ایک مشت سے زائد داڑھی کاٹنا حرام ہے، ایسے ہی خواتین کے لئے سر کے بال کاٹنا حرام ہے۔

خواتین کا میک اپ کرنا

س:......بناؤ سنگھار کرنا خواتین کے لئے کیسا ہے؟

ج:......ایسا بناؤ سنگھار کرنا جو خلاف شرع ہو جائز نہیں، مثلاً سر کے بال کٹوانا، بھنویں بنوانا، یا ایسا میک اپ استعمال کرنا جو جلد تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ بنے جس کی وجہ سے وضو اور غسل ممکن نہ ہو یا میک اپ کی ایسی اشیاء کا استعمال کرنا جس میں کوئی نجس و ناپاک چیز شامل ہو۔

س:......بعض مرد حضرات بھی میک اپ کرواتے ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:......مردوں کے لئے خواتین کی طرح میک اپ کرنا جائز نہیں۔

ہدیہ دے کر واپس لینے کا اختیار

س:......اگر کوئی شخص اپنی ذاتی چیز کسی دوسرے شخص کو ہدیہ کر دے اور قبضہ بھی دے دے تو کیا اس کو اپنی چیز واپس لینے کا اختیار ہوتا ہے؟

ج:......ہدیہ دے کر قبضہ دے دینے کے بعد رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے، ہاں اگر لینے والا شخص خود ہی اپنی رضا اور خوشی سے واپس کرنے پر رضامند ہو تو لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔ مگر ہدیہ دے کر واپس لینا مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں ایسے شخص کے بارے میں آتا ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کتا پیٹ بھر کر کھائے اور پھر قے کر کے دوبارہ اسے چاٹنے لگے یعنی ایسا کرنا نہایت مکروہ اور گھن والا کام ہے۔ لہٰذا ایسا نہیں کرانا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

جلد:۴۵ ۱۲ تا ۱۸ر شوال المکرم ۱۴۴۷ھ مطابق یکم تا ۷ر اپریل ۲۰۲۶ء شمارہ:۱۳

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرمؔ، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

پاکستان کے ساتھ احسان فراموشی کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
سلف صالحین کا متوازن منہج	۱۰	مولانا محمد زبیر، ملتان
اپریل فول کی تاریخی و شرعی حیثیت	۱۳	مولانا ابوجندل قاسمی
شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ	۱۸	مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہ
چاند و سورج گرہن سے متعلق قادیانی دھوکا	۲۰	مولانا عبدالحکیم نعمانی
حضرت مولانا سیّد نفیس الحسینیؒ	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۵	〃 〃 〃 〃

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ   ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۶۱   فصل:....۸ھ کے واقعات

۴۶:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے لئے ثنیہ علیا سے، جو ہجون اور معلاۃ کے قریب ہے، مکہ مکرّمہ میں داخل ہوئے، سر پر سیاہ دستار تھی اور جھنڈا بھی سیاہ رنگ کا تھا، بدن پر لوہے کی زرہ اور سر پر خود پہن رکھی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ قصواء پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما تھے، اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِحرام نہیں تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کے سامنے سورۂ فتح اور سورۃ النصر کی تلاوت فرمائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت میں ترجیع تھی (ترجیع کے معنی الفاظ کا کھینچنا اور اُتار چڑھاؤ)۔ ''سر پر سیاہ دستار اور خود تھی'' ان دونوں کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کے اُوپر سے دستار پہن رکھی ہوگی، یا خود پہن کر داخل ہوئے اور کچھ دیر بعد دستار پہن لی ہوگی، یا اس کے برعکس۔ پس جس نے جو حالت دیکھی اسے نقل کردیا۔

۴۷:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ دے کر اَسفلِ مکہ کے راستے سے داخل ہونے کا حکم فرمایا، حضرت خالدؓ اور ان کے رُفقاء کا کفار سے مقابلہ ہوا، ۲۴ یا ۲۸ مشرک جہنم رسید ہوئے اور سخت شکست کھا کر بھاگے، اور اس حادثے میں دو مسلمان شہید ہوئے، اوّل: ابوصخر حُبیش ابن خالد الخزاعی رضی اللہ عنہ، یہ حضرت اُمِّ معبد بنتِ خالد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے، جن کے پاس سے ہجرتِ مدینہ کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تھا۔ دوم: کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہ۔ حضرت خالدؓ اور ان کے رُفقاء کا قتال حنفیہ کے اس قول کی دلیل ہے کہ مکہ مکرّمہ صلحاً نہیں بلکہ بزورِ قوّت فتح ہوا تھا، اور حضراتِ شافعیہ کا قول ہے کہ صلحاً فتح ہوا، کیونکہ جس جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس داخل ہوئے، اس طرف کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔

۴۸:....اسی سال فتحِ مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیف بنی کنانہ میں فروکش ہوئے، جو اَبطح اور محصب کہلاتا ہے، وہاں سے ہر نماز کے لئے مسجدِ حرام میں تشریف لاتے تھے، اور بقولِ بعض اُمِّ ہانی کے گھر میں قیام فرمایا، ان دونوں میں اس طرح تطبیق دی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل قیام تو خیف بنی کنانہ میں تھا، البتہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمِّ ہانی کے گھر تشریف لائے تھے، وہاں غسل فرمایا اور چاشت کی نماز پڑھی۔

۴۹:....اسی سال مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے بتوں کے ٹوٹنے کا معجزہ ظہور پذیر ہوا، اس کا قصہ یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرّمہ میں داخل ہوئے اور مسجد میں تشریف لاکر طواف کا قصد فرمایا تو دیکھا کہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہیں جو پیتل سے مرصع تھے، ان میں بڑا بت ''ہبل'' کہلاتا تھا، جو بیت اللہ کے سامنے رکھا تھا، اور اساف، نائلہ علی الترتیب صفا اور مروہ پر نصب تھے، مشرکین نائلہ کے پاس ذبیحہ کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں کمان تھی، اس کے ساتھ ہر بت کی آنکھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے: ''حق آگیا اور باطل بھاگ نکلا، بلاشبہ باطل ہے ہی بھاگنے والا'' جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ بغیر چھوئے منہ کے بل گر پڑتا، بعدازاں خزاعیہ کا ایک بڑا بت باقی رہ گیا جو کعبہ کی چھت پر رکھا تھا یہ پیتل کا بنا ہوا تھا، اور لوہے کی میخوں کے ساتھ زمین میں نصب کیا گیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ''کعبہ کے پاس بیٹھ جاؤ!'' حضرت علیؓ بیٹھ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُوپر چڑھنے کے لئے ان کے کندھوں پر سوار ہوئے مگر حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اُٹھا سکے، کیونکہ بارِ نبوّت ان کے لئے ناقابلِ برداشت تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود کعبہ کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ کو اُوپر چڑھنے کا حکم فرمایا، حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر اُوپر چڑھے اور نصب شدہ بت کو اُکھاڑ کر نیچے پھینک دیا۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پاکستان کے ساتھ احسان فراموشی کیوں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

جس طرح قرآن کریم کی دولت مسلمانوں کو ماہِ رمضان میں نصیب ہوئی تھی، اسی طرح مملکت خداداد پاکستان کی عظیم نعمت بھی ماہِ رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو حاصل ہوئی تھی۔ چونکہ اس کی بنیاد اسلامی نظریہ اور کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' پر تھی، اس لیے روزِ اول سے اس کا وجود اسلام دشمن طاقتوں کی نظر میں کھٹکنے لگا اور وہ اسے کمزور کرنے کی سازشوں میں جُت گئے۔ ۱۹۷۱ء میں یہ ملک دولخت ہوا تو دشمنوں کے گھروں میں خوشیوں کے شادیانے بجائے گئے اور یہ کہا جانے لگا کہ اب یہ ملک زیادہ عرصہ قائم نہیں رہ پائے گا، لیکن ''جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے'' کے مصداق پاکستان آج تک الحمدللہ! قائم ہے اور ان شاء اللہ! قیامت تک قائم ودائم رہے گا۔

پاکستان اپنے قیام کے ساتھ ہی دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں ہمیشہ آواز اٹھاتا آیا ہے۔ بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے فلسطین پر اسرائیل کے قبضے کو ناجائز ٹھہرایا، عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے سفارتی سطح پر فلسطین کے حق میں آواز اٹھانے کے ساتھ ساتھ جنگ میں بھی عملاً حصہ لیا اور عرب افواج کی مدد کی۔ اس کے بعد جب افغانستان پر سرخ ریچھ روس حملہ آور ہوا تو یہی پاکستان تھا، جس نے یہ جنگ اگلے محاذوں پر لڑی اور روس کو مار بھگانے میں افغانستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ بوسنیا اور چیچنیا میں سرب اور روسی افواج کے مظالم کے خلاف پاکستان کے حکمرانوں نے عالمی سطح پر صدائے احتجاج بلند کی اور وہاں اپنی بساط بھر رفاہی خدمات میں بھی حصہ لیا۔ افغانستان پر امریکی حملے کے وقت اگرچہ پاکستانی پالیسی سازوں پر نکتہ چینی کی جاسکتی ہے، لیکن اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ افغان قیادت کو اگر کہیں جائے پناہ ملی تو وہ یہی ملک پاکستان تھا، جس نے پڑوسی ہونے کا حق ادا کیا۔ بلکہ امریکا اور افغان قیادت کے درمیان ثالثی اور معاہدہ کی تکمیل سے لے کر مابعد کے مراحل میں جو کردار ادا کیا وہ پوری دنیا کے سامنے ہے۔

اس وقت دنیا کے حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں۔ ۲۰۲۳ء میں اسرائیل پر طوفان الاقصیٰ شروع ہونے کے بعد شام میں بشار الاسد کی طویل آمریت کی شبِ تاریک کا خاتمہ ہوا۔ طوفان الاقصیٰ شروع ہونے کے بعد پاکستان ایک مرتبہ پھر فلسطین کے مظلوموں کی حمایت میں کھڑا ہوا اور ان کے حق میں عالمی سطح پر بھرپور اور موثر آواز اٹھائی، جس کے نتیجے میں یہود وہنود نے سازش کر کے مئی ۲۰۲۵ء پاکستان پر حملہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے

فضل وکرم سے افواج پاکستان نے بھارت پر ہر اعتبار سے برتری ثابت کر دکھائی تھی، بنگلہ دیش میں طویل عرصہ سے قائم ایک جابر حکومت کے عروج کو بھی زوال دیکھنا پڑا اور حال ہی میں وہاں نئی منتخب حکومت کے ساتھ پاکستان کے اچھے تعلقات قائم ہیں۔ یہ واقعات پاکستان کے حق میں مثبت اشارے اور عالمی سطح پر اس کے قائدانہ کردار کی طرف ایک قدم تھے، دشمنانِ پاکستان کو یہ استحکام اور ترقی ایک آنکھ نہ بھائی، اس دوران پاکستان کی مغربی سرحد سے دراندازی کا سلسلہ شروع ہوگیا اور پاکستان کے اندر کالعدم ٹی ٹی پی کے حملے بڑھ گئے، جسے مبینہ طور پر افغان رجیم کی پشت پناہی حاصل ہے۔ پاکستان کی جانب سے صلح اور مذاکرات کی دوبار بھرپور کوششیں کی جا چکی ہیں، پہلے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم اور پھر حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے بنفس نفیس افغانستان تشریف لے جا کر طالبان قیادت کو پاکستان کی تشویش سے آگاہ کیا اور انہیں ان کے ازالہ کے لیے قائل کرنے کی کوشش کی، افغان طالبان اگرچہ بظاہر کالعدم ٹی ٹی پی سے اظہارِ برأت کرتے ہیں لیکن افغانستان میں قائم ان کے روابط اور ان کے کیمپوں کے قیام ایک حقیقت ہے، جسے جھٹلا نہیں سکتے۔ پاکستان میں بڑھتی دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے بالآخر پاکستان کی جانب سے کارروائی کی گئی اور افغانستان میں موجود ان کے اڈوں کو نشانہ بنایا گیا۔

یہ بہت الم ناک صورتِ حال ہے کہ دو اسلامی بھائی آپس میں لڑ پڑیں۔ ایک طرف یہود ونصاریٰ متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہیں، کئی ممالک کو تخت وتاراج کرنے کے بعد ان کی تازہ جارحیت کا شکار اب ایران بن چکا ہے، جس کے بعد ان کے ناپاک عزائم کی اگلی منزل خاکم بدہن! کہیں پاکستان ہی نہ ہو، اور دوسری جانب پاکستان اور افغان رجیم کو آپس میں الجھا دیا گیا ہے۔ دیکھا جائے تو یہ بھارت واسرائیل کی اس منصوبہ بندی کی پیش قدمی ہے جو حال ہی میں بھارتی واسرائیلی حکمرانوں کی ملاقات کی صورت میں کی گئی۔ بھارت پاکستان کے ہاتھوں گزشتہ جنگ میں لگے زخموں کو بھلا نہیں پا رہا ہے اور اسرائیل بھی فلسطینی مجاہدین کی کاری ضربوں سے زخمی اور باؤلا ہو چکا ہے، اب دونوں نے مل کر پاکستان اور افغانستان کو باہم الجھانے کے لیے یہ جال بُنا ہے تاکہ ایران کے راستے سے پاکستان پر اسرائیل حملہ آور ہو اور مشرقی سرحد سے بھارت اسے کمک فراہم کرے۔ لیکن ان شاء اللہ! ان کے یہ عزائم ناکام ہوں گے اور یہود وہنود پہلے کی طرح منہ کی کھائیں گے، کیونکہ:

ے نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زَن
پھونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا

مسلمانوں کو ''الکفر ملة واحدة'' کے مقابلے پر ''المسلم اخو المسلم'' کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً افغان رجیم کو نہ بھولنا چاہیے کہ پاکستان آپ کا وہی بھائی ہے جس نے ہمیشہ آپ کے زخموں پر مرہم رکھا، امداد فراہم کرنے سے مہاجرین کو اپنے وطن میں آباد کرنے تک آپ کے اس اسلامی بھائی نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ آپ ہی کی وجہ سے ستر سے اسّی ہزار پاکستانی شہید ہوئے، اس کے صلے میں پاکستان کو کیا ملا؟ بم دھماکے، کلاشنکوف کلچر، مہنگائی، غیر محفوظ پاکستان اور معاشی طور پر پاکستان کا عدمِ استحکام! حتیٰ کہ انہیں کی وجہ سے بیرونِ ملک ہر جگہ پاکستان کو مشکوک نظروں سے دیکھا گیا۔ افیون، چرس، یہ سب خرافات وہیں کا تحفہ ہیں، جنہیں بیرونی دنیا میں پاکستانیوں کے ساتھ جوڑا گیا۔ موجودہ طالبان قیادت کے ۱۵ راگست ۲۰۲۱ء کو دوبارہ برسرِ اقتدار آنے پر پاکستان نے تو خیر مقدم کیا تھا، اور یہ توقع تھی کی افغان قوم حالات سے سیکھ کر اب اپنی ترقی وخوشحالی اور اپنے نظم کے استحکام پر توجہ دے گی اور معاہدہ کے مطابق اقتدار کی منتقلی کا عمل انجام پذیر ہوگا۔

بہرحال! پاکستان ہمارا وطن ہے، اسے ہمارے بزرگوں نے اپنے خون سے سینچا ہے، کوئی بھی پاکستانی اپنے ملک کی سالمیت پر سمجھوتا نہیں کرسکتا۔

پاکستان اور افغان رجیم کی موجودہ صورتِ حال کی تصویر اور منظر کشی ایک عرب شاعر کے الفاظ میں کچھ اس طرح ہے:

قال شهل بن شيبان الزماني:

صَفَحْنَا عَنْ بَنِي ذُهْلٍ وَقُلْنَا القَوْمُ إِخْوَانُ
عَسَى الأَيَّامُ أَنْ يُرْجِعْـ نَ قَوْمًا كَالَّذِي كَانُوا

فَلَمَّا صَرَّحَ الشَّرُّ فَأَمْسَى وَهْوَ عُرْيَانُ
وَلَمْ يَبْقَ سِوَى العُدْوَا نِ دِنَّاهُمْ كَمَا دَانُوا

مَشَيْنَا مِشْيَةَ اللَّيْثِ غَدَا وَاللَّيْثُ غَضْبَانُ
بِضَرْبٍ فِيهِ تَوْهِينٌ وَتَخْضِيعٌ وَإِقْرَانُ

وَطَعْنٍ كَفَمِ الزِّقِّ إِذَا وَالزِّقُّ مَلْآنُ
وَبَعْضُ الحِلْمِ عِنْدَ الجَهْـ لِ لِلذِّلَّةِ إِذْعَانُ

وَفِي الشَّرِّ نَجَاةٌ حِيـ نَ لَا يُنْجِيكَ إِحْسَانُ

(شرح دیوان الحماسة للمرزوقی ۱۔۳۲)

ترجمہ: ''ہم نے بنی ذُہل سے درگزر کیا اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں۔ شاید آنے والے دن انہیں دوبارہ ویسا ہی بنا دیں جیسے وہ پہلے تھے۔ لیکن جب شر اور دشمنی کھل کر سامنے آگئی اور وہ بالکل عیاں ہوگئی، اور دشمنی کے سوا کچھ باقی نہ رہا تو ہم نے بھی انہیں ویسا ہی بدلہ دیا جیسا انہوں نے کیا تھا۔ ہم شیر کی طرح چل پڑے جیسے شیر غصے میں ہوتا ہے۔ ایسی ضربیں لگائیں جن میں دشمن کی کمزوری، اس کی ذلت اور اسے زیر کرنا تھا۔ اور ایسے نیزے مارے جیسے بھرا ہوا مشکیزہ پھٹ جائے۔ اور کبھی کبھی جہالت کے مقابلے میں زیادہ حلم (بُردباری) ذلت قبول کرنے کے مترادف ہوجاتا ہے۔ اور بعض اوقات برائی ہی میں نجات ہوتی ہے، جب احسان بھی تمہیں بچا نہیں سکتا۔''

جس وقت موجودہ افغان رجیم کی آشیرباد سے پاکستان کے عوام اور افواجِ پاکستان کو نشانہ بنایا جائے گا، مسجدوں اور امام بارگاہوں میں دھماکے کیے جائیں گے، سیاسی و مذہبی شخصیات کو چُن چُن کر شہید کیا جائے گا تو پاکستان پورا حق رکھتا ہے کہ ان حملوں کا جواب دے اور اپنے بھائی کو جھنجھوڑے کہ کل تمھارے مشکل وقت میں بھی ہم ہی تمھارے ساتھ کھڑے تھے، نہ کہ امریکا، اسرائیل اور بھارت، اور آئندہ کل بھی ہم ہی تمھارے کام آئیں گے نہ کہ تمھارے یہ نئے دوست، جن سے آج تم محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہو، اور ان کی خوشنودی کے حصول کے لیے اپنے حقیقی محسن اور خیر خواہ کو زک پہنچانے کا سبب بن رہے ہو۔ بہرحال! پاکستان اور افغانستان کے کشیدہ حالات کو درست کرنے کے لیے قرآن کریم رہنمائی کر رہا ہے کہ:

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات:۹،۱۰)

ترجمہ: ''اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے گروہ سے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ لوٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مومن تو آپس

میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

چنانچہ اس بات کی ضرورت ہے کہ جنگ سے گریز کرتے ہوئے دونوں مسلم ممالک کے درمیان صلح کی راہ نکالی جائے اور دونوں ملکوں کی مدبر سیاسی قیادت اور بااختیار اربابِ حکومت سر جوڑ کر بیٹھیں، تا کہ موجودہ افغان رجیم کی جانب سے پاکستان کے اندر اس کی دراندازی کا سلسلہ بند ہو اور دونوں ملکوں کے عوام سکھ کا سانس لے سکیں۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی مدد و نصرت کے بعد پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے والے تمام سیاسی و فوجی حکمرانوں اور ایٹمی سائنس دانوں کا شکریہ ادا کرنا بھی بے حد ضروری ہے، جنہوں نے مشکل حالات کا مقابلہ کر کے مادرِ وطن کو ناقابلِ تسخیر بنایا۔ آج انہی کی محنت کا ثمر ہے کہ کوئی دشمن اس ملک کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ آج ہم اس ملک میں محفوظ ہیں، ہماری سرحدوں پر ہمارے فوجی جوانوں کا کڑا پہرا ہے، ہماری فضائیہ، نیوی اور برّی افواج جذبۂ شہادت سے معمور اور سرشار ہیں، جن کی بہادری اور شجاعت ہی کی بنا پر ہمارا دشمن ہماری انھیں افواج کے ہاتھوں کئی بار منہ کی کھا چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سفارتی سطح پر بھی ہماری حکومت آگے بڑھ رہی ہے اور کامیابیاں سمیٹ رہی ہے، سعودی عرب سے پاکستان کا دفاعی معاہدہ ہو چکا ہے، ایران پر امریکی حملے کے بعد پاکستان ہی نے سعودی عرب اور ایران کو باہمی چپقلش سے محفوظ رکھا ہوا ہے، غرضے کہ یہ تمام تر سفارتی اور دفاعی کامیابیاں اس وقت ہمارے وطن کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ خدا اسے ہمیشہ سلامت رکھے، آمین!

ے نورِ حق شمعِ الٰہی کو بُجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خُدا اُسے مٹا سکتا ہے کون

اللہ تعالیٰ عالَمِ اسلام سمیت ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے اور ہمیں باہمی جنگوں کی بجائے کفر کے مقابلے پر متحد فرمائے، ہماری صفوں میں گھسے ہوئے دین دشمن اور وطن دشمن غداروں کی سازشیں ناکام بنائے، پاکستان دشمنوں کو باہم دست و گریبان کر کے ان کی طاقت کو پاش پاش کرے اور ملت اسلامیہ کو ہر جگہ سرخرو فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین!

حق بات ہے یہ دنیا والو! مرزا کی نبوت جعلی ہے

لب پر ہیں ترانے الفت کے، دل خوفِ خدا سے خالی ہے
حق بات ہے یہ دنیا والو! مرزا کی نبوت جعلی ہے

چہرے پہ نقاب تقدس کا، اور دل پہ تسلط باطل کا
مخلوق کو بہکانے کی عجب، ظالم نے راہ نکالی ہے

"استادِ ملائک" نے جانے، کیا پھونک دیا ہے کانوں میں
دعویٰ ہے نبوت کا لیکن، اک بات میں سَو سو گالی ہے

جو دین محمد ﷺ چھوڑ گئے، اللہ سے ناتا توڑ گئے
ان بندوں کا دنیا میں تو کیا، عقبیٰ میں بھی شیطاں والی ہے

اندھیر ہے روزِ روشن میں، یہ چوری یہ سینہ زوری
سرکارِ دوعالم ﷺ کی مسند، اک ظالم نے سرکالی ہے

مذہب کا لبادہ اوڑھ کے بھی، عریاں ہے جبلت مرزا کی
بہروپ نہیں چھپ سکتا کبھی، یہ دنیا دیکھی بھالی ہے

روفو کو بھلا کیسے بھولیں وہ طفل پری وہ ماہِ لقا
وہ جس کا تصور آتے ہی "ہر رات ان کی دیوالی ہے"

جس کافر نے چمکائی تھی، دکانِ نبوت میرزا کی
وہ کافر یاں سے جا ہی چکا، دکان بھی جانے والی ہے

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

کلمۂ حق اور سلف صالحین کا متوازن منہج

مولانا محمد زبیر، خیر المدارس ملتان

کسی بھی اسلامی ریاست میں اہل اقتدار کو اپنے اقتدار کے استحکام اور اپنی پالیسیوں کو مسلمان عوام کے لیے قابل قبول بنانے کے لیے علمائے کرام کی تائید و حمایت درکار ہوتی ہے، اس لیے کہ ریاستی سطح پر اسلامی نظام بھلے نافذ نہ ہو، تاہم اسلامی ریاست کے عوام اپنی اسلام پسندی کے باعث دین سے متعلقہ سیاسی معاملات میں بھی بہر حال علمائے کرام کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کی آراء کو اہمیت دیتے ہیں، لہٰذا حکمران طبقہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے اقدامات کو دینی جواز دینے کے لیے علمائے کرام کی حمایت حاصل کرے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ اہلِ اقتدار کے اقدامات ہمیشہ ہی درست، جائز اور اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہوتے بلکہ بسا اوقات حکمران طبقہ اپنے سیاسی مفادات، بیرونی دباؤ اور دیگر مختلف عوامل کی بنا پر ایسے اقدامات بھی کرتا ہے جن کو اسلامی معاشرہ قبول نہیں کر سکتا، ایسے اقدامات کو قابل قبول بنانے اور ان کے متعلق رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے اہلِ اقتدار کو علمائے کرام کا تعاون درکار ہوتا ہے۔

یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چند کہ حکمرانِ وقت کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ'' (النساء:۵۹) لیکن یہ اصول بھی اللہ تعالیٰ نے خود متعین فرمادیا ہے کہ: ''فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ'' (النساء :۵۹) یعنی اگر نزاع کی صورت پیدا ہو جائے تو پھر فیصلہ اقتدار کے ایوانوں کی طرف نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

اس واضح اصول اور صاف ہدایت کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی حکومتی اقدامات شرعی احکام سے متصادم ہوئے ہیں تو دو انتہائیں سامنے آجاتی ہیں۔ بعض حضرات کا رویہ ہوتا ہے کہ وہ حکمرانوں کو خطا سے بالا سمجھ لیتے ہیں اور ان کے ہر اقدام کو ''حکمت، مصلحت اور تقاضائے وقت'' کے نام پر قابل قبول بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس کے بالکل برعکس بعض لوگوں کی روش یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر اختلاف کو تصادم اور ہر خرابی کو بغاوت و خروج کا جواز سمجھ لیتے ہیں، یہ دونوں انتہائیں غلط ہیں، سلف صالحین کا منہج ان دونوں انتہاؤں کے بین بین ایک ایسا معتدل راستہ ہے جو نہ دربار کی غلامی اور اہل اقتدار کی چاپلوسی سکھاتا ہے اور نہ دین کے نام پر فتنہ و فساد اور اضطراب و انتشار کی اجازت دیتا ہے۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ ایک عالم ربانی نہ اقتدار کا وکیل ہوتا ہے، نہ ہجوم کا نمائندہ، بلکہ وہ حق کا علمبردار اور امت کا خیر خواہ ہوتا ہے اور اس کی خیر خواہی کا دائرہ کسی ایک طبقے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اسلامی معاشرے کے تمام طبقات تک وسیع ہوتا ہے، جس میں حکمران بھی شامل ہیں اور عوام بھی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الدين النصيحة'' (دین خیر خواہی کا نام ہے)، ''قلنا لمن؟'' ہم نے پوچھا کس کے ساتھ خیر خواہی؟ ''قال لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ'' (فرمایا اللہ کے ساتھ، اس کی کتاب کے ساتھ، اس کے رسول کے ساتھ اور مسلمانوں کے حکمرانوں کے ساتھ اور عوام کے ساتھ) اور اس نصیحت و خیر خواہی کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جب وہ اہل اقتدار کو غلط روش پر چلتے دیکھتا ہے تو ان کے سامنے ڈٹ جاتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے: ''لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق'' کہ حکمران کی اطاعت کا حکم ہے لیکن اس حد تک،

جہاں تک وہ معصیت میں نہ بدل جائے۔

چنانچہ اسلامی تاریخ میں ایسے علمائے کرام کی کمی نہیں جنھوں نے اقتدار کی قربت کو ترجیح دینے کے بجائے حق کے ساتھ کھڑے رہنے کو اختیار کیا، خواہ اس کی قیمت کتنی ہی بھاری کیوں نہ چکانی پڑی۔

❁.... امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کو عباسی خلیفہ منصور نے کئی بار عہدہ قضا پیش کیا، مگر امام صاحبؒ اس کو قبول کرنے سے انکاری رہے، اس لیے کہ انہیں معلوم تھا کہ حکمران اپنے اس اقدام کے ذریعے لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ میرے فیصلوں کو ابوحنیفہ کی تائید حمایت حاصل ہے۔

اس انکار کی پاداش میں امام صاحبؒ کو کوڑے مارے گئے اور قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کیا گیا مگر وہ اپنی آزادیٔ رائے کے تحفظ کے لیے اس عہدے کو قبول کرنے سے مسلسل انکاری ہی رہے۔

❁.... امام دار الہجرۃ حضرت مالک بن انسؒ کا فتویٰ یہ تھا: ''طلاق مکرَہ واقع نہیں ہوتی۔'' خلیفہ منصور عباسی کے چچازاد بھائی جعفر جو کہ مدینہ منورہ کے حاکم تھے انہوں نے امام مالکؒ سے کہا کہ آپ یہ فتویٰ نہ دیں کیونکہ آپ کے اس فتویٰ سے لوگ یہ اصول مستنبط کر رہے ہیں کہ جبر و اکراہ کے ذریعے کیا جانے والا ہر کام ناقابل اعتبار ہوتا ہے۔ لہٰذا منصور کی بیعتِ خلافت بھی واقع نہیں ہوئی کیونکہ وہ جبراً لی گئی ہے، مگر امام مالکؒ نے جس مسئلہ کو حق سمجھا بدستور اس کو بیان کرتے رہے، اس جرمِ حق گوئی کی پاداش میں آپؒ کو کوڑے مارے گئے حتیٰ کہ آپؒ کے کندھے اتر گئے اور پھر آپؒ کو اونٹ پر بٹھا کر گلیوں اور بازاروں میں گھمایا گیا اور اس عالم میں بھی یہ عالم ربانی یہ اعلان کرتا رہا کہ: ''الا من عرفني فقد عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسِ بنِ أَبِي عَامِرِ الْأَصْبَحِي، وَأَنَا أَقُولُ طَلَاقَ الْمُكْرَةِ لَيَسَ بِشَيْئِي۔''

(حلیۃ الاولیاء)

❁.... امام احمد بن حنبلؒ کا واقعہ تو تاریخ اسلام میں علمائے کرام کی عزیمت و استقلال کی ایک علامت بن چکا ہے۔ فتنۂ خلقِ قرآن میں انہوں نے قید و بند کی اذیتیں اور ریاستی جبر و اذیت کی صعوبتیں برداشت کیں، مگر نہ بغاوت کا فتویٰ دیا اور نہ حکمرانوں کے باطل نظریات کا ساتھ دیا۔

❁.... یورشِ تاتار کے زمانے میں مصر کے حکمران رکن الدین بیرس کے غیر شرعی ٹیکس کے حق میں فتویٰ نہ دینے کی پاداش میں امام نوویؒ کو شہر بدر ہونا پڑا تھا۔

یہ چند مثالیں بطور نمونہ از خروار ذکر کی گئی ہیں ورنہ اسلامی تاریخ اپنے دامن میں ایسی بے شمار مثالیں سمیٹے ہوئے ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے کرام کا ایک طبقہ ہر دور میں ایسا ضرور موجود رہا ہے جو ''افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر'' کا فریضہ ادا کرتا رہا ہے۔

لیکن اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ سلف صالحین ہر حال میں حکومت کے مخالف ہی رہا کرتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے حکومتوں کے ساتھ تعاون بھی کیا، تاہم ان کا یہ تعاون کبھی بھی ذاتی اغراض کے تابع نہیں رہا بلکہ دینی اصولوں کے تحت رہا، چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت فضیل بن عیاضؒ کی طرف یہ قول منسوب ہے: ''لو كان لنا دعوة مستحبابة لدعونا بها للسلطان'' اگر ہماری کوئی دعا قبول ہوتی تو ہم وہ دعا بادشاہ کے حق میں کرتے اور آگے اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ''لانّ في صلاحه صلاح المسلمين'' کیونکہ بادشاہ کی بھلائی ہی درحقیقت مسلمانوں کی بھلائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین نے حکمرانوں کے ساتھ تعاون اور ان کے حق میں دعا ضرور کی مگر اس کا منشا ذاتی مفاد اور تملّق جیسی رذیل صفات نہیں تھیں بلکہ وہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ حکمران کی اصلاح میں پوری امت کا فائدہ ہے، اس لیے ممکنہ حد تک وہ حکمرانوں کی اصلاح اور نصیحت و خیر خواہی میں کوشاں رہے، لیکن یہ نصیحت و خیر خواہی میں کوشاں رہے، لیکن یہ نصیحت و خیر خواہی کبھی بھی خوشامد میں تبدیل نہیں ہوئی۔

انہوں نے فتنہ و خون ریزی سے بچنے کو اہم ضرور سمجھا، اس لیے خروج و بغاوت کو اختیار نہیں کیا اور نہ اپنے فتوؤں سے بغاۃ و خوارج کو فکری حمایت فراہم کی مگر اس کے ساتھ ساتھ کلمۂ حق کہنے کو بھی ترک نہیں کیا۔ یہی وہ توازن ہے جسے امام ابن تیمیہؒ نے عقل شرعی کا معیار قرار دیا ہے: ''ليس العاقل من يعرف الخير من الشرّ بل العاقل من يعرف خيرالخيرين وشر الشرين''

(مجموع الفتاویٰ) عقل مند وہ نہیں جو خیر اور شر

میں تمیز کرلے بلکہ حقیقی معنوں میں عقلمند انسان وہ ہے جو دو اچھی چیزوں میں سے زیادہ بہتر اور دو برائیوں میں سے زیادہ بدتر کو جانتا ہو یعنی اگر دو چیزوں میں اختلاف ہوجائے اور وہ دونوں ہی اچھی ہوں تو حقیقی عقل مند انسان ان دونوں میں سے زیادہ مفید اور بہتر کا انتخاب کرتا ہے، اسی طرح اگر دو برائیوں کا سامنا کرنا پڑ جائے اور ان سے فرار کی کوئی راہ موجود نہ ہو تو حقیقی عقل مند شخص نسبتاً کم برائی کا انتخاب کرکے بڑے نقصان اور خطرے سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے۔

سلف صالحین کے طرز عمل کو اس اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے فیصلے نہ جذباتی تھے نہ وقتی ردعمل پر مبنی، بلکہ وہ ہر قدم پر اس بات کو پیش نظر رکھتے تھے کہ کسی موقف کو اختیار کرنے سے امت کو مجموعی طور پر کتنا فائدہ یا نقصان پہنچے گا۔

سلف صالحین کے نزدیک باغیوں کا ساتھ دینا ''شرِ اعظم'' تھا کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ خون ریزی، فتنہ اور امت کا شیرازہ بکھرنا تھا، جبکہ بعض امور میں حکمرانوں کے ساتھ تعاون ایک ''شرِ ادنیٰ'' تھا جسے انہوں نے بڑے فساد کو روکنے کے لیے گوارا کیا، مگر بایں ہمہ انہوں نے حق گوئی کو کبھی ترک نہیں کیا، انہوں نے خروج سے اجتناب ضرور کیا مگر کلمۂ حق کہنے سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔

آج کے دَور کا المیہ یہ نہیں ہے کہ حکمرانوں میں کوتاہیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ تو ایک تاریخی تسلسل ہے جو صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ اصل سانحہ یہ ہے کہ ''علمائے کرام'' کہلوانے والے کچھ حضرات کے زبان وقلم حکمرانوں کی کوتاہیوں کو سند جواز فراہم کرنے کے لیے دلیلیں تراشنے لگے ہیں اور ہر جبر کو ریاستی مصلحت کا نام دینے لگے ہیں۔ یہ وہ روش ہے جو ہر سوال کو فساد، ہر تنقید کو بغاوت اور ہر ظلم کو حکمت بنا کر پیش کرتی ہے۔

اس باب میں سلف صالحین کا منہج واضح تھا۔ وہ حکمرانوں کے سامنے حق کہتے تھے مگر حق گوئی کو فساد کا ایندھن نہیں بناتے تھے، وہ حکمرانوں سے تعلق ضرور رکھتے تھے مگر تملّق سے اپنا دامن آلودہ نہیں کرتے تھے۔ مگر آج اربابِ جبّہ ودستار کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کے نزدیک ریاست کا ہر فیصلہ حکمت، ہر پالیسی مصلحت اور ہر رویّہ قابل تاویل بن جاتا ہے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے ہاں اصل الاصول یہ اصول ہے کہ ہر حال میں حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملائی جائے، ریاست کوئی قانون بنائے تو یہ اس کے حق میں نصوص جوڑ دیتے ہیں، حکمران کوئی رخ اختیار کرے تو یہ اسے شریعت کی زبان عطا کردیتے ہیں اور جب ریاست اپنے کسی سابقہ موقف سے 180 درجے کا یوٹرن لے لے تو یہ حضرات اسی روانی کے ساتھ نئے زاویے کے لیے بھی ''شرعی دلائل'' فراہم کردیتے ہیں۔

یہ منہج سلف صالحین کا نہیں، سلف نے بسااوقات کم تر شر کو اختیار کیا، مگر اسے خیر کا نام کبھی نہیں دیا، انہوں نے فتنے سے بچنے کے لیے تصادم سے اجتناب کیا مگر ظلم کو عدل قرار نہیں دیا اور انہوں نے مسلمانوں کے عمومی مفاد ومصلحت کی خاطر حکمرانوں کے ساتھ تعاون ضرور کیا مگر حق کو قربان اور حق گوئی کو ترک نہیں کیا۔ یہی وہ نازک مگر فیصلہ کن حدِّ فاصل ہے جس کے ایک طرف عالم ربّانی کھڑا ہوتا ہے اور دوسری طرف خوشامدی۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ ان دونوں کے نام ایک ہی صف میں کبھی نہیں لکھے گئے۔ ۞۞

''اعجاب بالرائے''

(ملفوظ:... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ)

''علم کی آفات میں سے ایک مہلک آفت اعجاب بالرائے اور علمی پندار ہے اور اس دور میں ناپختہ علم کے ساتھ خودرائی وخودروی کا جو مرض عام ہوتا جارہا ہے، وہ اسی اعجاب الرائے کی پیداوار ہے۔ جس کے نشہ میں مست ہوکر اپنے اکابر اور سلف صالحین پر تنقید کی جاتی ہے اور اپنے علم وفہم اور وسعت معلومات کے مقابلہ میں اکابر کے علم وفہم کو ہیچ سمجھا جاتا ہے اور جو مسائل اکابر کے زمانے میں طے کردیئے گئے تھے، ان پر از سرنو طبع آزمائی کی ضرورت سمجھی جاتی ہے، اسی اعجاب بالرائے کے نتیجے میں امت نئے نئے فتنوں اور نئے نئے نظریات کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔''

(شخصیات وتاثرات، جلد: اول)

اپریل فول کی تاریخی وشرعی حیثیت

مولانا ابوجندل قاسمی

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے۔ اس نے زندگی کے تمام شعبہ جات کے لیے اپنے ماننے والوں کو بہترین اور عمدہ اصول وقوانین پیش کیے ہیں۔ اخلاقی زندگی ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا اجتماعی اور سماجی ہر قسم کی زندگی کے ہر گوشہ کے لیے اسلام کی جامع ہدایات موجود ہیں اور اسی مذہب میں ہماری نجات مضمر ہے۔

مگر آج ہمیں یورپ اور یہود ونصاریٰ کی تقلید کا شوق ہے اور مغربی تہذیب کے ہم دلدادہ ہیں۔ یورپی تہذیب وتمدن اور طرزِ معاشرت نے مسلمانوں کی زندگی کے مختلف شعبوں کو اپنے رنگ میں رنگ دیا ہے۔ مسلمانوں کی زندگی میں انگریزی تہذیب کے بعض ایسے اثرات بھی داخل ہو گئے ہیں، جن کی اصلیت و ماہیت پر مطلع ہونے کے بعد ان کو اختیار کرنا انسانیت کے قطعاً خلاف ہے؛ مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ان اثرات پر مضبوطی سے کاربند ہے؛ حالاں کہ قوموں کا اپنی تہذیب وتمدن کو کھودینا اور دوسروں کے طریقۂ رہائش کو اختیار کر لینا ان کے زوال اور خاتمہ کا سبب ہوا کرتا ہے۔ مذہبِ اسلام کا تو اپنے متبعین سے یہ مطالبہ ہے:

”یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِیْ السِّلْمِ کَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ إِنَّهُ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ“

(البقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم پر مت چلو، یقیناً وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔“ (بیان القرآن)

یہود ونصاریٰ کی جو رسومات ہمارے معاشرہ میں رائج ہوتی جارہی ہیں، انہیں میں سے ایک رسم ”اپریل فول“ منانے کی رسم بھی ہے۔ اس رسم کے تحت یکم اپریل کی تاریخ میں جھوٹ بول کر کسی کو دھوکا دینا، مذاق کے نام پر بے وقوف بنانا اور اذیت دینا نہ صرف جائز سمجھا جاتا ہے؛ بلکہ اسے ایک کمال قرار دیا جاتا ہے۔ جو شخص جتنی صفائی اور چابک دستی سے دوسروں کو جتنا بڑا دھوکا دے دے، اُتنا ہی اُس کو ذہین، قابلِ تعریف اور یکم اپریل کی تاریخ سے صحیح فائدہ اٹھانے والا سمجھا جاتا ہے۔ یہ رسم اخلاقی، شرعی اور تاریخی ہر اعتبار سے خلافِ مروت، خلافِ تہذیب اور انتہائی شرمناک ہے۔ نیز عقل ونقل کے بھی خلاف ہے۔

اس رسم بد کی دو حیثیتیں ہیں: (۱) تاریخی، (۲) شرعی۔

اپریل فول کی تاریخی حیثیت:

اس رسم کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اس بارے میں مؤرخین کے بیانات مختلف ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے تین اقوال پیش کرتے ہیں؛ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ عقل وخرد کے دعوے داروں نے اس رسم کو اپنانے میں کیسی بے عقلی اور حماقت کا ثبوت دیا ہے۔

(۱) بعض مصنّفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترہویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی ”وینس“ (Venus) کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، تو چوں کہ سال کا یہ پہلا دن ہوتا تھا؛ اس لیے خوشی میں اس دن کو جشن کے طور پر منایا کرتے تھے اور اظہارِ خوشی کے لیے آپس میں ہنسی مذاق بھی کیا کرتے تھے، تو یہی چیز رفتہ رفتہ ترقی کر کے اپریل فول کی شکل اختیار کر گئی۔

(۲) انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ بیان کی گئی ہے کہ اکیس مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہو جاتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذاللہ) قدرت ہمارے ساتھ اس طرح مذاق کر کے ہمیں

بے وقوف بنارہی ہے؛ لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کردیا۔(انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا ۱/۴۹۶ بحوالہ ''ذکر وفکر''ص ۶۷، مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

(۳) ایک تیسری وجہ انیسویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلوپیڈیا ''لاروس'' نے بیان کی ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرلیا اور رومیوں کی عدالت میں پیش کیا تو رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، ان کو پہلے یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالت میں پیش کیا گیا، پھر وہ انہیں پیلاطُس کی عدالت میں فیصلہ کے لیے لے گئے، پھر پیلاطس نے ان کو ہیرودیس کی عدالت میں بھیج دیا اور بالآخر ہیرودیس نے دوبارہ فیصلہ کے لیے ان کو پیلاطس ہی کی عدالت میں بھیج دیا۔لُوقا کی انجیل میں اس واقعہ کو اس طرح نقل کیا گیا ہے:

''اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اُڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کرکے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوت سے بتا تجھے کس نے مارا؟ اور انہوں نے طعنہ سے اور بھی بہت سی باتیں اس کے خلاف کہیں۔''

(انجیل لوقا، ب ۲۲، آیت ۶۳-۶۵، ص ۲۲۷)

اور انجیل لوقا ہی میں ہیرودیس کا پیلاطُس کے پاس واپس بھیجنا ان الفاظ سے منقول ہے:

''پھر ہیرودیس نے اپنے سپاہیوں سمیت اُسے ذلیل کیا اور ٹھٹھوں میں اڑایا اور چمک دار پوشاک پہنا کر اس کو پیلاطس کے پاس واپس بھیجا۔''

(انجیل لوقا، ب ۲۳، آیت ۱۱، ص ۲۲۸)

لاروس کا کہنا ہے کہ ''حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد بھی ان کے ساتھ مذاق کرنا اور انہیں تکلیف پہنچانا تھا؛ چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا، اس لیے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی شرمناک واقعے کی یادگار ہے۔''

(ذکر وفکر ص ۶۷-۶۸)

اگر یہ بات درست ہے تو غالب گمان یہی ہے کہ یہ رسم یہودیوں نے جاری کی ہوگی اور اس کا منشاء حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی تضحیک ہوگی؛ لیکن یہ بات حیرت ناک ہے کہ جو رسم یہودیوں نے (معاذاللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہنسی اڑانے کے لیے جاری کی اس کو عیسائیوں نے کس طرح قبول کرلیا؛ بلکہ خود اس کے رواج دینے میں شریک ہوگئے؛ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف رسول؛ بلکہ ابن اللہ کا درجہ دیتے ہیں۔قرینِ قیاس یہ ہے کہ یہ ان کی دینی بدذوقی یا بے ذوقی کی تصویر ہے۔جس طرح صلیب، کہ ان کے عقیدہ کے مطابق اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی ہے، تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کی شکل سے بھی ان کو نفرت ہوتی؛ لیکن ان پر خدا کی مار یہ ہے کہ اس پر انہوں نے اس طرح تقدس کا غازہ چڑھایا کہ وہ ان کے نزدیک مقدس شے بن کر ان کے مقدس مقامات کی زینت بن گئی۔بس اسی طرح اپریل فول کے سلسلہ میں بھی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کی نقالی شروع کردی۔ اللّٰھم احفظنا منه اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عیسائی اس رسم کی اصلیت سے ہی واقف نہ ہوں اور انہوں نے بے سوچے سمجھے اس پر عمل شروع کردیا ہو۔واللہ اعلم

اپریل فول کی شرعی حیثیت:

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ تاریخی اعتبار سے یہ رسم بدقطعاً اس قابل نہیں کہ اس کو اپنایا جائے؛ کیونکہ اس کا رشتہ یا تو کسی توہم پرستی سے جڑا ہوا ہے، جیسا کہ پہلی صورت میں یا کسی گستاخانہ نظریئے اور واقعے سے جڑا ہوا ہے؛ جیسا کہ دوسری اور تیسری صورت میں۔اس کے علاوہ یہ رسم اس لیے بھی قابلِ ترک ہے کہ یہ مندرجہ ذیل کئی گناہوں کا مجموعہ ہے:

(۱) مشابہت کفار و یہود اور نصاریٰ۔

(۲) جھوٹا اور ناحق مذاق۔

(۳) جھوٹ بولنا۔

(۴) دھوکہ دینا۔

(۵) دوسرے کو اذیت پہنچانا۔

ان میں سے ہر ایک پر الگ الگ عنوانات کے تحت مختصر کلام کیا جاتا ہے؛ تاکہ یہ بات معلوم ہوجائے کہ احادیثِ شریفہ میں ان گناہوں پر کتنی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

کفار اور یہود ونصاریٰ کی مشابہت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ اور کفار ومشرکین کی مشابہت اور بود و باش اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا

ہے، مثلاً: آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا اور مشرکین و مجوس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح یہود کی مشابہت سے بچنے کے لیے دسویں محرم کے ساتھ نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی حکم فرمایا۔ غرض کہ ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوموں کے طریقۂ زندگی کو اپنانے سے منع فرمایا ہے اور ان الفاظ میں وعید فرمائی ہے کہ: ”من تشبّہ بقوم فھو منھم“ (مشکوٰۃ شریف ۲/۳۷۵) یعنی جو شخص کسی قوم سے مشابہت اور ان کے طور طریقے کو اختیار کرے گا اس کا شمار انہی میں ہوگا؛ مگر افسوس کہ غیر قوموں کا طریقہ ہی آج ہمیں پسند ہے۔

حالانکہ ہمیشہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے، آپ کی حیات میں بھی اور وفات ظاہری کے بعد بھی۔ نیز ہمیشہ ان کی کوششیں دین اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے پر صرف ہوتی ہیں؛ مگر ہم مسلمان ذرا اس بات پر غور نہیں کرتے اور انہیں کے طور طریقوں میں مگن رہتے ہیں اور اپنے عمل سے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں۔

ایک عبرت ناک واقعہ:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرّہ کے مواعظ میں کسی جگہ ایک واقعہ منقول ہے کہ ایک پیر صاحب غیر مسلموں کے تہوار ”ہولی“ کے دن پان کھاتے ہوئے اپنے مریدین کے ساتھ جارہے تھے، پورا راستہ ہولی کے رنگ سے رنگا ہوا تھا۔ رنگی ہوئی سڑک پر ایک گدھا کھڑا ہوا عجیب سا معلوم ہورہا تھا، پیر صاحب نے از راہِ مذاق پان کی پیک یہ کہتے ہوئے گدھے پر تھوک دی کہ ”تجھ کو کسی نے نہیں رنگا، میں ہی رنگ دیتا ہوں۔“ القصہ پیر صاحب کی وفات کے بعد کسی مرید نے ان کو خواب میں دیکھا کہ عذاب میں مبتلا ہیں، پوچھنے پر فرمایا کہ ہولی کے دن کے واقعہ کی پکڑ ہوگئی۔ خدا کی پناہ!

جھوٹا اور ناحق مذاق:

اسلام نے خوش طبعی، مذاق اور بذلہ سنجی کی اجازت دی ہے۔ بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کے ساتھ مذاق فرمایا ہے؛ لیکن آپ کا مذاق جھوٹا اور تکلیف دہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صحابۂ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

”یارسول اللہ! انک تداعبنا، قال: انی لااقول الاحقًّا۔“ (ترمذی شریف: ۲/۲۰)

ترجمہ: ”اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو ہمارے ساتھ دل لگی فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ (میں دل لگی ضرور کرتا ہوں مگر) سچی اور حق بات کے علاوہ کچھ نہیں بولتا۔“

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مذاق میں دوسرے شخص کا جوتا غائب کردیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”لَا تُرَوِّعُوا الْمُسْلِمَ فَاِنَّ رَوْعَةَ المسلم ظلم عظیم۔“

(الترغیب والترہیب: ۳/۴۸۴)

ترجمہ: ”کسی مسلمان کو مت ڈراؤ (نہ حقیقت میں، نہ مذاق میں) کیونکہ کسی مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔“

امام غزالیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مزاح و مذاق پانچ شرطوں کے ساتھ جائز بلکہ حسنِ اخلاق میں داخل ہے اور ان میں سے کوئی ایک شرط مفقود ہوجائے تو پھر مذاق ممنوع اور ناجائز ہے۔

(۱) مذاق تھوڑا یعنی بقدرِ ضرورت ہو۔

(۲) اس کا عادی نہ بن جائے۔

(۳) حق اور سچی بات کہے۔

(۴) اس سے وقار اور ہیبت کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۵) مذاق کسی کی اذیّت کا باعث نہ ہو۔ (احیاء العلوم اردو ۳/ ۳۲۴-۳۲۶)

سفیان بن عیینہؒ سے کسی نے کہا کہ مذاق بھی ایک آفت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نہیں؛ بلکہ سنت ہے؛ مگر اس شخص کے حق میں جو اس کے مواقع جانتا ہوا اور اچھا مذاق کرسکتا ہو۔

(خصائل نبوی، ص ۱۵۳)

بہرحال حاصل یہ ہے کہ جھوٹے اور تکلیف دہ مذاق کی شریعت اسلامیہ میں کوئی گنجائش نہیں؛ بلکہ اس طرح کا مذاق مذموم ہے۔

جھوٹ بولنا:

اس رسم ”اپریل فول“ میں سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے؛ جبکہ جھوٹ بولنا دنیا و آخرت میں سخت نقصان اور محرومی کا سبب ہے۔ نیز اللہ رب العالمین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث ہے۔

قرآن کریم میں جھوٹ بولنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ ارشاد مبارک ہے:

”فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔“

(آل عمران آیت ۶۱)

ترجمہ: ’’پس لعنت کریں اللہ تعالیٰ کی ان لوگوں پر جو کہ جھوٹے ہیں۔‘‘

نیز احادیث شریفہ میں بھی مختلف انداز سے اس بدترین وذلیل ترین گناہ کی قباحت وشناعت بیان کی گئی ہے۔

حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اذا کَذَبَ العبدُ تَبَاعَدَ عنه المَلَکُ مِیلاًمن نَتَنِ ماجاءبه۔‘‘

(ترمذی شریف ۲/۱۹)

ترجمہ: ’’جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس کلمہ کی بدبوکی وجہ سے جو اس نے بولا ہے رحمت کا فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔‘‘

حدیث ۲: ایک حدیث شریف میں آپ نے جھوٹ کو ایمان کے منافی عمل قرار دیا، حضرت صفوان بن سُلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ:

’’أیکون المؤمن جَبانا؟ قال: نعم، فقیل له أیکون المؤمن بخیلا؟ قال: نعم، فقیل له أیکون المؤمن کذّابا؟ قال: لا۔‘‘

(موطاامام مالک ص ۳۸۸)

ترجمہ: ’’کیا مؤمن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں، (مسلمان میں یہ کمزوری ہوسکتی ہے) پھر عرض کیا گیا کہ کیا مسلمان بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! (مسلمان میں یہ کمزوری بھی ہو سکتی ہے) پھر عرض کیا گیا کیا مسلمان جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ نے جواب عنایت فرمایا کہ نہیں، (یعنی ایمان کے ساتھ بے باکانہ جھوٹ کی عادت جمع نہیں ہوسکتی اور ایمان جھوٹ کو برداشت نہیں کرسکتا)۔

حدیث ۳: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فجر کی نماز کے بعد اپنا خواب لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ دو آدمی (فرشتے) میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ارضِ مقدس کی طرف لے گئے تو وہاں دو آدمیوں کو دیکھا، ایک بیٹھا ہے اور دوسرا کھڑا ہوا ہے، کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے آدمی کے کلّے کو لوہے کی زنبور سے گدّی تک چیرتا ہے، پھر دوسرے کلّے کو اسی طرح کاٹتا ہے۔ اتنے میں پہلا کلّا ٹھیک ہوجاتا ہے اور برابر اس کے ساتھ یہ عمل جاری ہے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ:

’’اَمَّا الَّذِیْ رَأَیْتَه یُشَقُّ شِدْقُه فَکَذَّابٌ یُحَدِّثُ بِالْکَذِبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰی تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَیُصْنَعُ بِه اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔‘‘(بخاری:۱/۱۸۵۔۲/۹۰۰۔۲/۱۰۴۳)

ترجمہ: ’’بہرحال وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کے کلّے چیرے جارہے ہیں، وہ ایسا بڑا جھوٹا ہے جس نے ایسا جھوٹ بولا کہ وہ اس سے نقل ہوکر دنیا جہاں میں پہنچ گیا؛ لہٰذا اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ کیا جاتا رہے گا۔

حدیث ۴: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں جھوٹ بولنے کو بڑی خیانت قرار دیا ہے۔ حضرت سفیان ابن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’کَبُرَتْ خِیَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ اَخَاکَ حَدِیْثًا هُوَ لَکَ بِه مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ بِه کَاذِبٌ۔‘‘(مشکوٰۃ شریف:۲/۴۱۳)

ترجمہ: ’’یہ بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی گفتگو کرے جس میں وہ تجھے سچا سمجھتا ہو حالانکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔‘‘

حدیث ۵: اسی طرح ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ بولنے سے بچنے پر (اگرچہ مذاق سے ہی ہو) جنت کی ضمانت لی ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَکَ الْکِذْبَ وَاِنْ کَانَ مَازِحًا۔‘‘

(الترغیب والترہیب ۳/۵۸۹)

ترجمہ: ’’میں اس شخص کے لیے جنت کے بیچ میں گھر کی کفالت لیتا ہوں جو جھوٹ کو چھوڑ دے، اگرچہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہو۔‘‘

حدیث ۶: حضرت بہز بن حکیم اپنے والد معاویہ کے واسطہ سے اپنے دادا حیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’وَیْلٌ لِّلَّذِیْ یُحَدِّث بِالْحَدِیْثِ لِیُضْحِکَ بِه الْقَوْمَ فَیَکْذِبُ ویل له ویل له۔‘‘(ترمذی شریف ۲/۵۵، ابوداؤد ۲/۶۸۱)

ترجمہ: ’’جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے اس کے لیے بربادی ہو، بربادی ہو، بربادی ہو۔‘‘

مطلب یہ ہے کہ صرف لطف صحبت اور

ہنسنے ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا بھی ممنوع ہے۔ آج کل لوگ نت نئے چٹکلے تیار کرتے ہیں اور محض اس لیے جھوٹ بولتے ہیں تاکہ لوگ ہنسیں، انہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد رکھنا چاہئے اور اس برے فعل سے باز آنا چاہئے۔

دھوکہ دینا:

اپریل فول کی رسم بد میں چوتھا گناہ، مکرو فریب ہے؛ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گناہ پر سخت الفاظ سے وعید بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔“ (مسلم:۱/۷۰)

ترجمہ: ”جو شخص ہم کو (مسلمانوں کو) دھوکا دے، اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”المؤمنون بَعضُهم لِبَعْضٍ نَصَحَةٌ وَادُّون، وَانْ بَعُدَتْ منازلهم وَاَبْدَانُهُمْ وَالفَجَرَةُ بعضهم لبعضٍ غَشَشَةٌ مُتَخَاوِنُوْنَ وَانْ اقْتَرَبَتْ مَنَازِلُهُمْ وَاَبْدَالُهُمْ۔“ (الترغیب والترہیب ۲/۵۷۵)

ترجمہ: ”مؤمنین آپس میں ایک دوسرے کے خیرخواہ اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں، اگرچہ ان کے مکانات اور جسم ایک دوسرے سے دور ہوں اور نافرمان لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دھوکے باز اور خائن ہوتے ہیں، اگرچہ ان کے گھر اور جسم قریب قریب ہوں۔“

مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ دھوکہ بازی اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرنے والوں اور نافرمانوں کا عمل ہے، مؤمنین کا عمل تو ایک دوسرے کے ساتھ خیرخواہی کرنا ہے۔ لہٰذا کسی بھی ایمان والے کو دوسروں کے ساتھ دھوکے کا معاملہ نہیں کرنا چاہیے۔

ایک عبرت ناک واقعہ:

عبدالحمید بن محمود معولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے ہیں جب ہم ذات الصفاح (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا، ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی، پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے، اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ موجود تھا۔ اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ ہم ایسی صورتِ حال میں کیا کریں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ سانپ اس کا وہ بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اس کو اسی قبر میں دفن کردو، اللہ کی قسم اگر تم اس کے لیے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے۔ بہرحال اسے اسی طرح دفن کردیا گیا۔ سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ غلہ کا تاجر تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی مقدار کا بھس ملادیتا تھا۔ (گویا کہ دھوکہ سے بھس کو اصل غلہ کی قیمت پر فروخت کرتا تھا)۔ (شرح الصدور للسیوطی، ص ۱۷۴)

دوسرے کو تکلیف دینا:

ایک حدیث شریف میں صحیح اور کامل مسلمان اس کو قرار دیا گیا ہے جو کسی مسلمان بھائی کو تکلیف نہ دے؛ بلکہ ہمارا مذہب اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مؤمن کے ہاتھ وغیرہ سے پوری دنیا کے انسان (مسلم ہو یا غیرمسلم) محفوظ ہونے چاہئیں؛ بلکہ جانوروں کو تکلیف دینا بھی انتہائی مذموم، بدترین اور شدید ترین گناہ؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔“

(بخاری شریف ۱/۶، مسلم شریف ۱/۴۸)

ترجمہ: ”کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

”اَلْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ۔“ (ترمذی شریف: ۲/۹۰)

ترجمہ: ”کامل مؤمن وہ شخص ہے جس سے تمام لوگ اپنے خونوں اور مالوں پر مامون وبے خوف وخطر رہیں۔“

(باقی صفحہ 19 پر)

شیخ الاسلام حضرت مولانا

سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت

مولانا سیّد محمود اسعد مدنی مدظلہ (صدر جمعیۃ علماء ہند)

۱۸ رنومبر ۲۰۲۵ء کو مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں شیخ الاسلام سیمینار (بیاد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ) کے موقع پر صدر جمعیۃ علماء ہند وجانشین فدائے ملت (حضرت مولانا سید اسعد مدنی نوراللہ مرقدہ) حضرت مولانا سید محمود اسعد مدنی دامت برکاتہم نے شرکاء سیمینار کے لیے ایک خصوصی تحریری پیغام جاری فرمایا جو نذرِ قارئین ہے۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد!

یہ خاکسار اپنی جانب اور جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے اس عظیم علمی وفکری سیمینار کے منتظمین بالخصوص مدیر بزم شیخ الہند گوجرانوالہ مولانا حافظ خرم شہزاد صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے جنھوں نے جدی محترم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی حیات وخدمات پر یہ بابرکت مجلس منعقد کی۔ یہ سیمینار دراصل اس مردِ مجاہد، محدثِ کبیر اور رہبرِ ملت کی یاد تازہ کرنے کا موقع ہے جن کی ذات میں علم وعرفان کی روشنی، طریقت وسیاست کی حکمت اور دین وانسانیت کی خدمت کا جوہر ایک حسین امتزاج کے ساتھ جلوہ گر تھا۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ ایک عظیم مذہبی اور روحانی شخصیت کے حامل تھے۔ آپ بیسویں صدی کے ممتاز محدث، مفسر، فقیہ، مردِ مجاہد اور مرشدِ کامل تھے۔ آپ کی پوری زندگی عبادت وریاضت، درس وتدریس، وعظ وتبلیغ، دعوت واصلاحِ امت اور خدمتِ انسانیت میں گزری۔

آپ کا فیضانِ علم وطریقت نہ صرف برصغیر ہندو پاک بلکہ جنوب مشرقی ایشیا سے لے کر شمال مغربی ایشیا اور جنوبی افریقہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اہل دل نے آپ کے چشمۂ فیض سے سیرابی پائی اور عزم واخلاص کے ساتھ مزید لاکھوں نئے چراغ فروزاں کیے۔

حضرت مدنیؒ کی سیرت وافکار کا ایک نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ سیاسی ہنگاموں اور جدوجہد کے شور میں بھی آپ نے اپنے دینی وقار اور روحانی شان پر کبھی آنچ نہ آنے دی۔ آپ کی ملّی زندگی میں ہر کوشش، ہر اقدام اور ہر فیصلہ احکام الٰہی اور سیرتِ طیبہ کے پختہ اصولوں پر استوار تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کے سبھی اکابر تاریخی وسیاسی بصیرت اور عقلی دلائل کے ساتھ ملک وقوم کی رہ نمائی اور خدمت کے لیے ملّی میدان میں اترے تھے۔ وہ تمام باعمل عالم دین تھے لیکن انھوں نے کبھی عوام وخواص کے مذہبی جذبات کا استحصال نہیں کیا۔ اگر وہ مذہبی جذبات کو اکسپلائٹ کرتے تو ان سے زیادہ کون کامیاب ہوسکتا تھا۔ سیاسی مسائل میں مذہبی جذبات کے مجرد استعمال کے بجائے انھوں نے عوام وخواص کی عقل وبصیرت کو مخاطب کیا اور اس کے لیے تاریخی شواہد، تجربات زمانہ اور سیاسی نظائر سے استدلال کیا۔

ان کی زندگی کے مطالعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی شخصیت کی کامیابی کا یہ پیمانہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب آگئی ہو، وہ اپنے نظریے میں کامیاب ہوگئی ہو اور اس نے یکسر انقلاب پیدا کردیا ہو۔ کسی شخص کی بڑائی ہمیں اس کے فکر ورائے کی صحت، عمل وسعی کی راہ میں اخلاص وایثار اور حق کی راہ میں کچھ پالینے کے بجائے سب کچھ لٹا دینے کے ذوق

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

میں تلاش کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ جدوجہد کی راہیں اور تحریکیں بعض اوقات اتنی طویل المدت ہوتی ہیں کہ ان میں نہ صرف افراد بلکہ کئی نسلوں کی عمریں بھی کم پڑ جاتی ہیں اور اکثر اوقات اولین رہنماؤں کو اپنی جدوجہد کی کامیابی دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ کامیابی کی منزل سے تو وہ لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں جن کا حصہ تحریک کی بنیادیں استوار کرنے میں نہیں بلکہ اس کی توسیع اور اسے آگے بڑھانے میں ہوتا ہے۔ حالاں کہ یہ کامیابی سب سے زیادہ اپنے اولین رہنماؤں اور تحریک کے بانیوں کی قربانیوں کی مرہونِ منّت ہوتی ہے۔

ہم نے ان اکابرؒ کی قربانیوں کا مطالعہ اس زاویے سے نہیں کیا جس سے ان کے افکار واعمال کی گہرائی اور اثر پذیری واضح ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری تحریکات کی جڑیں اتنی مستحکم نہیں ہو پاتیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان اکابر کی جدوجہد اور قربانیوں کا مطالعہ ان کے نتائج یا مادی منافع کے بجائے اُن اثرات کی نگاہ سے کریں جو انھوں نے تاریخ عالم پر چھوڑے۔ آج کے موجودہ حالات میں اس طرزِ فکر کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ہمیں اسی نقشِ قدم پر دوبارہ غور کرنے اور اسی راہ پر آگے بڑھنے میں کامیابی ملے گی، کیوں کہ اس امت کے آخر کی اصلاح بھی اسی نہج پر ہوگی جس نہج پر اس امت کے اول کی اصلاح ہوئی تھی۔

بہرحال موجودہ حالات میں ایسی ممتاز اور مقتدر شخصیات کی سیرت وسوانح کا تحفظ اور بھی زیادہ اہم ہے جو اپنے ذاتی اوصاف وکمالات کے ساتھ کوئی خاص نصب العین اور نظریہ لے کر اٹھی ہوں اور اپنی دعوت ورہنمائی سے لوگوں کے لیے مرکز ومداوا قرار پائی ہوں۔ ایسی شخصیات کی زندگی کا دنیا کے سامنے پیش کیا جانا صرف اس لیے ضروری نہیں کہ وہ زندہ رہیں، بلکہ ان کی زندگی بخش نصب العین سے قومیں زندہ رہتی ہیں۔

یہ امر نہایت خوش آئند ہے کہ بزمِ شیخ الہند، گوجرانوالہ (پاکستان) مسلسل ایسی نابغۂ روزگار شخصیات کی حیات وخدمات کو اجاگر کرنے کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اس کی یہ کاوش لائق تحسین ہے اور دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے۔ یہ خاکسار اس سیمینار کے تمام مقالہ نگاروں، محققین، منتظمین اور جملہ شرکاء کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے، جنھوں نے حضرت شیخ الاسلامؒ کے پیغام کو عام کرنے اور نئی نسل تک پہنچانے کے لیے ایسی بابرکت مجلس کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کو باعثِ برکت بنائے، علم وعمل کی روشنی کو عام فرمائے اور ہم سب کو حضرت مدنیؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ ❁❁

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی شہادت کو سولہ سال کا وقت گزر گیا۔ کیسی کیسی قیمتی شخصیات تھیں جن کو گزشتہ پچیس سالوں میں کراچی کی سرزمین پر خاک وخون میں تڑپایا گیا۔ مولانا جلال پوریؒ انہی میں سے ایک شخصیت تھے جو تدریس وخطابت، تحریر وتقریر، تزکیہ وتصوف سمیت کئی میدانوں کے شہسوار تھے، بہت ہی سرعت کے ساتھ اپنے شیخ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بعد حصہ میں آنے والے بڑے بڑے کاموں کو عمدگی کے ساتھ کرتے کرتے اور شیخ کے ساتھ کیے گئے عہد کو نبھاتے نبھاتے 11/ مارچ 2010ء کو خونی ردا اوڑھے سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ مولانا سعید احمد جلال پوریؒ جیسی شخصیات اپنی جرأت وبہادری، اپنی محنت وقربانی اور اپنی علمی ودینی خدمات کی بنا پر تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(مولانا زین العابدین، کراچی)

بقیہ:... اپریل فول کی تاریخی وشرعی حیثیت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهٖ۔'' (ترمذی: ۲/ ۱۵)

ترجمہ: ''وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے جو کسی مؤمن کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ چال بازی کا معاملہ کرے۔''

مندرجہ بالا تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ''اپریل فول'' بہت سارے بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے؛ لہٰذا اب ہم مسلمانوں کو خود فیصلہ کر لینا چاہئے کہ آیا یہ رسمِ بد اس لائق ہے کہ مسلمان معاشرہ میں اپنا کر اس کو فروغ دیا جائے؟ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس طرح کی تمام برائیوں سے محفوظ فرمائے اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!

چاند اور سورج گرہن سے متعلق

قادیانی دھوکا!

مولانا عبدالحکیم نعمانی

دوسری قسط

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تشریح کے مطابق بھی مرزا صاحب کذاب ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے مطابق یہ چاند اور سورج کو گرہن اس وقت لگنا تھا جب نبوت و رسالت کا دعویدار موجود ہو۔ جبکہ یہ گرہن 1894ء میں لگا تھا اور 1897ء تک مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کرنے والے پر لعنت بھی بھیجتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ میرا نبوت کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ مجدد اور ولایت کا دعویٰ ہے۔

جواب نمبر9:.... یہ روایت جھوٹی اور من گھڑت ہے اور کذاب راویوں نے ”محمد بن علی“ کے نام سے گھڑی ہے۔ اس کے دو راویوں کا تعارف ملاحظہ فرمائیں:

1۔”عمرو بن شمر الجعفی الکوفی“ ان کا تعارف حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ یوں کروایا ہے:

1۔امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”یہ کچھ بھی نہیں۔“

2۔امام جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”یہ جھوٹا ہے۔“

3۔امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:”یہ رافضی ہے جو صحابہ کو گالیاں دیتا تھا اور ثقہ لوگوں کے نام سے موضوع حدیثیں بنایا کرتا تھا۔“

4۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”یہ منکر الحدیث ہے۔“

5۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ ضعیف ہے۔“

6۔خود امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”یہ ضعیف ہے۔“

7۔امام سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ رافضیوں کے لئے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔“

8۔امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”یہ منکر الحدیث، ضعیف اور متروک ہے۔“

9۔امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”یہ ضعیف ہے۔“

10۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”یہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔“

11۔امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:” یہ بہت زیادہ ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔“

12۔ام ساجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”یہ متروک الحدیث ہے۔“

13۔امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:” یہ جابر جعفی سے موضوع روایات بیان کیا کرتا تھا۔“

14۔امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ، امام دولابی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔

15۔امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ جابر جعفی سے منکر اور موضوع حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔“

(لسان المیزان۔جلد6 صفحہ210 تا211)

خود امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الضعفاء والمتروکون“ (یعنی وہ راوی جو ضعیف اور متروک ہیں) میں عمرو بن شمر کوفی کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

(الضعفاء والمتروکون للدارقطنی، صفحہ308)

2۔”جابر بن یزید الجعفی الکوفی“ اس روایت کے ایک راوی یہ صاحب ہیں اگرچہ بعض ائمہ سے ان کی توثیق منقول ہے لیکن اکثریت انہیں ثقہ نہیں سمجھتی، ملاحظہ فرمائیں:

1۔امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:”جابر جھوٹا ہے۔“

2۔امام لیث بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:”وہ جھوٹا ہے۔“

3۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔“

4۔امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں”امام یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ نے جابر کو ترک کر دیا تھا۔“

5۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ”وہ متروک ہے۔“

6۔امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں: ’’میرے نزدیک وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔‘‘

7۔امام ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: ’’میں نے جابر کو ترک کر دیا۔‘‘

8۔امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’جابر (بارہویں امام) کی رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔‘‘

9۔امام جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ’’وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔‘‘

10۔امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ’’وہ سبائی تھا اور عبداللہ بن سبا کے گروہ سے تھا۔‘‘

11۔امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ امام زائدہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں: ’’وہ رافضی تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا تھا۔‘‘

(میزان الاعتدال، جلد1، صفحات 351 تا 354)

12۔امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ’’جابر شیعہ کے بڑے علماء میں سے تھا، اگرچہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توثیق کی ہے لیکن وہ توثیق شاذ ہے، حفاظ حدیث کے نزدیک یہ متروک راوی ہے۔(الکاشف فی من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ، جلد1 صفحہ 288)

13۔ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ’’سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے جابر (جعفی) سے حدیث لینے سے منع کیا۔‘‘

14۔یحییٰ بن یعلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ’’اللہ کی قسم وہ جھوٹا تھا۔‘‘

15۔امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ’’سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔‘‘

16۔امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ’’وہ بہت زیادہ ضعیف تھا۔‘‘

17۔امام ساجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ’’سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔‘‘

18۔میمونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا جابر جعفی جھوٹ بولتا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم۔

(تہذیب التہذیب، جلد1 صفحہ 283 تا 286)

19۔حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ’’یہ ضعیف اور رافضی ہے۔‘‘

(تقریب التہذیب، صفحہ 137)

قارئین محترم! ہمارے خیال میں یہ روایت جس میں چاند اور سورج گرہن کو مہدی کی نشانی بتایا گیا کہ عمرو بن شمر نے گھڑی ہے اور ’’محمد بن علی‘‘ کے نام سے تھوپ دی ہے، اور تمام علماء حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ ’’عمرو بن شمر‘‘ کا کام ہی جھوٹی روایتیں بنانا تھا۔

جواب نمبر 10:.... اپنی اسی کتاب میں مرزا صاحب نے دوبارہ یہ جھوٹ اس طرح لکھا کہ: ’’فاعلموا ایھا الجھلاء والسفھاء ان ھذا حدیث من خاتم النبیین وخیر المرسلین وقد کتب فی الدارقطنی الذی مر علی تالیفہ ازید من الف سنۃ‘‘ (اے جاہلو اور بے وقوفو! جان لو کہ یہ خاتم النبیین اور خیر المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث ہے جو دارقطنی نے لکھی ہے جس کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد8 صفحہ 353)

کیا مرزا صاحب کا کوئی ماننے والا یہ بات ثابت کرسکتا ہے کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب صرف تین یا چار سال کی عمر میں تالیف کی تھی؟ تاکہ مرزا صاحب کی یہ بات سچ ثابت ہوجائے کہ سنہ 1311 ہجری تک اس کتاب کی تالیف پر ’’ہزار سال کا عرصہ‘‘ گزر چکا تھا؟ مرزا صاحب کی یہ کتاب ’’نور الحق حصہ دوم‘‘ پہلی بار سنہ 1311 ہجری میں شائع ہوئی۔ (جیسا کہ کتاب کے بار اول کے ٹائٹل پر لکھا ہے) اور مرزا صاحب نے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ: ’’سنن دارقطنی کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔‘‘ اب اگر 1311 ہجری میں سے ایک ہزار سال نکالے جائیں تو جواب آتا ہے 311 ہجری، اور اس وقت امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف پانچ سال تھی کیونکہ ان کی پیدائش سنہ 306 ہجری میں ہوئی تھی۔ مرزا صاحب کی تحریر کے مطابق تو یہ کتاب بھی امام دارقطنی کی ثابت نہیں ہورہی تو پھر اس روایت کو اس قدر صحیح قرار دے کر اس سے استدلال کرنا کیسے درست ہے؟ اب آخر میں اس روایت کے بارے میں قادیانیوں کے چند سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

سوال نمبر1:.... اگر یہ روایت جھوٹی تھی تو امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیوں کی؟ جیسا کہ مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے کہ: ’’اگر درحقیقت بعض راوی مرتبہ اعتبار سے گرے ہوئے تھے تو یہ

اعتراض دارقطنی پر ہوگا کہ اس نے ایسی حدیث کو لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیا؟ یعنی یہ حدیث اگر قابل اعتبار نہیں تھی تو دارقطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا؟“

(روحانی خزائن جلد17 صفحہ133)

جواب:.... اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین کا کام روایات کو ان کی سندوں کے ساتھ جمع کرنا اور اس کا ذکر کرنا ہوتا ہے، اب یہ علماء اصول حدیث اور محققین کا کام ہے کہ وہ ہر روایت کے متن اور سند کی جانچ پرکھ کریں، محض کسی روایت کا کسی حدیث کی کتاب میں مذکور ہونا ہرگز اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں اور نہ اصول حدیث کا کوئی ایسا قاعدہ ہے، پھر ہماری زیر بحث روایت (بفرض محال اگر صحیح بھی ہو) تو نہ کسی صحابی کا قول اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بلکہ سنن دار قطنی میں بھی صرف کسی ”محمد بن علی“ نام شخص کی طرف منسوب قول ہے جو حجت نہیں اور نہ ہی امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں لکھا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

سوال نمبر2:.... رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہو ہی نہیں سکتا؟

جواب:... اگر رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور نصف رمضان کو سورج گرہن ہو ہی نہیں سکتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت جھوٹی ہے کیونکہ اس میں تو یہی ذکر ہے کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا، نیز اس روایت میں دو بار یہ بیان ہوا ہے کہ ایسا گرہن جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس روایت میں ایسے گرہن کی بات ہو رہی ہے جو خلاف عادت ہوگا، اور جیسا گرہن مرزا قادیانی کی زندگی میں لگا (یعنی رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن) ایسا گرہن تو مرزا سے پہلے بھی ہزاروں بار لگ چکا ہے اور جب تک زمین و آسمان میں لگتا رہے گا بلکہ جیسا بیان ہوا تھا کہ ”سوڈانی مہدی“ کی زندگی میں بھی لگ چکا ہے۔

سوال نمبر3:.... مہینے کی پہلی رات کے چاند کو ”ہلال“ کہتے ہیں جبکہ روایت میں ”قمر“ کا لفظ ہے۔ مرزا صاحب نے بھی یہ مغالطہ دیا ہے کہ اس روایت میں ہے کہ: ”یَنْخَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ“ جس کا ترجمہ ہے کہ: ”رمضان کی پہلی رات کو قمر یعنی چاند گرہن ہوگا۔“ یہاں مہینے کی سب سے پہلی رات ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ پہلی مرتبہ کے چاند کو عربی میں ”ہلال“ کہتے ہیں نہ کہ ”قمر“ لہٰذا اس کا مطلب یہی ہے کہ چاند گرہن والی تین راتوں یعنی 13، 14 اور 15 میں سے پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ: ”مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرا سوچو! حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔“ (روحانی خزائن جلد11 صفحہ331)

ایک اور جگہ یوں لکھا ہے: ”اے حضرات! خدا سے ڈرو جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور بالاتفاق قمر اس کو کہتے ہیں جو تین کے بعد یا سات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے۔“

(روحانی خزائن جلد17 صفحہ138 تا139)

جواب:... مہینہ کی پہلی شب سے لیکر آخری شب تک کے چاند کو عربی میں قمر کہتے ہیں صرف چاند کے مختلف اوقات مختلف حالتوں اور مختلف صفات کے لحاظ سے کبھی اسی قمر کو ہلال اور کبھی بدر کہا جاتا ہے لیکن ہوتا وہ بھی قمر ہی ہے،، آسان لفظوں میں ایسے سمجھیں کہ قمر کا اردو ترجمہ ہے ”چاند“ اور جس طرح اردو میں پہلی رات سے آخری رات تک کے چاند کو چاند ہی کہتے ہیں اسی طرح عربی میں پورے مہینے کے چاند کا اصلی نام ”قمر“ ہی ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ“ اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) سے لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے۔ (یٰسین:39)

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ”هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ“ اور اللہ وہی ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا اور چاند کو سراپا نور، اور اس کے (سفر) کے لئے منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم کر سکو۔ (سورہ یونس:5)

(جاری ہے)

پیر طریقت حضرت مولانا

سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور رہا۔ انہی سالوں رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں شرکت کی سعادت نصیب ہوتی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ سڑکیں تھوڑی تھیں، ٹریفک رینگتی رینگتی عشاء کے قریب لاہور پہنچے۔ رات کا آرام و قیام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر بیرون دہلی دروازہ ہوا۔ صبح اردو بازار مکتبہ مدینہ جس کے بانی انوراحمد شہید تھے کے ہاں حاضری ہوئی۔ راقم نے ان سے کہا کہ تعارفی (وزیٹنگ) کارڈ لکھوانا ہے کسی اچھے کاتب کا ایڈریس بتلائیں تو وہاں ایک بزرگ وار تشریف فرما تھے۔ فرمانے لگے: میرے بیٹے کے پاس چلے جائیں۔ کارڈ بھی لکھ کر دے گا، چائے بھی پلائے گا اور کھانا بھی کھلائے گا۔ راقم نے عرض کیا کہ آپ کے فرزند ارجمند کا تعارف اور وہ کہاں ہوتے ہیں؟ یہ حضرت شاہ صاحبؒ سے متعلق پہلا تعارف تھا۔ راقم جب ۱۹۹۰ء میں لاہور تبدیل ہو کر آیا، تو ایک دن دفتر بیرون دہلی دروازہ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لمبا تڑنگا، موٹا تازہ آدمی آیا اور اس نے اپنا تعارف کرایا (نام یاد نہیں رہا) کہ اوکاڑہ سے آیا ہوں، جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) کا مبلغ (مربی) ہوں۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق چند اشکالات ہیں، اگر آپ دور کر دیں تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا کہ فرمائیں: وہ اپنے اشکالات بیان کرتا گیا۔ راقم اپنی دانست کے مطابق جواب دیتا گیا، کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ مجلس رہی۔ کہنے لگا کہ میرے تمام اشکالات دور ہو گئے، اب مجھے مسلمان کر لیجیے۔ راقم نے کہا کہ آپ کو توبہ کے الفاظ تو کہلوا دیتا ہوں۔ اس لئے کہ موت زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ البتہ سرٹیفکیٹ اور باضابطہ قبولِ اسلام ہمارے بزرگ حضرت سیّد نفیس الحسینی کرائیں گے اور اسے اگلے دن کا وقت دے دیا۔ حضرت شاہ صاحب سے درخواست کی، حضرت والا نے درخواست کو قبول فرمایا۔ حضرت والا اگلے دن وقت مقررہ پر جناب اشفاق الرحمٰن مدیر و مالک مکتبہ سیّد احمد شہید اردو بازار لاہور اور مکی مسجد لاہور کے خطیب مولانا قاری نذیر احمدؒ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ تھے، ان کی معیت میں تشریف لائے اور نومسلم کو قادیانیت سے تائب ہونے کے کلمات ارشاد فرمائے اور قبولِ اسلام کا سرٹیفکیٹ بنوا کر دیا۔ جس میں حضرت والا کے ارشاد کے مطابق لکھا:

’’من کہ مسمّٰی.....ولد.....خداوند قدوس کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ولد مرزا غلام مرتضیٰ قوم مغل برلاس سکنہ قادیان کو دعویٰ نبوت میں دجال، کذاب، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں، آئندہ میرا قادیانی اور لاہوری گروپ سے کوئی تعلق نہ ہوگا چاہے وہ میرے والدین، بیوی، بچے اور قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔‘‘ حضرت والا نے دعا کرائی اور سرٹیفکیٹ کی کاپی اس کو تھما دی۔

اس سے قبل آپ بہاولپور تشریف لائے تو راقم نے دفتر میں تشریف آوری کی درخواست کی، حضرت شاہ صاحب نے قبول فرمائی۔ اتفاق سے وہ اگست کی اکیس تاریخ تھی۔ اور اسی تاریخ کو حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا یوم وفات ہے، اسی نسبت سے حضرت نے چند وقیع

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

کلمات ارشاد فرمائے۔ راقم نے درخواست کی کہ آپ کی صدارت میں یوم امیر شریعتؒ منانے کی خبر بھجوا دوں؟ فرمایا کہ اگرچہ اسلام میں یوم پیدائش، یوم وفات منانے کی کوئی اہمیت نہیں بایں ہمہ رسم دنیا کو سامنے رکھتے ہوئے خبر بھجوا دیں تو کوئی حرج نہیں۔ مزید حضرت والا نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی جلسہ، کانفرنس، تقریب کی خبر بھجوانا ہو تو خود لکھ کر بھجوائیں۔ اخبارات کے نمائندگان پر انحصار نہ کریں۔ چنانچہ آج تک اسی نصیحت پر عمل پیرا چلا آرہا ہوں۔

ختم نبوت کانفرنس کا پہلا اشتہار:

آپ نے ۱۹۵۴ء میں ختم نبوت کانفرنس کا خوبصورت اشتہار لکھا۔ یہ اشتہار سید عطاء اللہ بخاریؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ شاہ جیؒ سے تعارف کرایا گیا کہ یہ اشتہار سید انور حسین نفیسؒ نے لکھا ہے۔ امیر شریعتؒ نے فرمایا کہ ’’مجھ پر احسان کیا ہے؟ اپنے نانا کی ختم نبوت کانفرنس کا اشتہار تحریر کیا ہے بلکہ خود پر احسان کیا ہے۔‘‘

پاکستان میں مختلف ممالک کے اسکالرز کی کانفرنس لاہور میں منعقد ہوئی۔ ایک عرب اسکالر نے قادیانیت سے متعلق لٹریچر کا مطالبہ کیا تو اس وقت دستیاب نہیں تھا۔ مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ جو ہر روز کانفرنس کی کارروائی سنتے۔ جب یہ سنا کہ عربی میں کوئی لٹریچر نہیں ہے تو تڑپ اٹھے، مفکر اسلام مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ کو فون پر لاہور آنے کا حکم فرمایا۔ حضرت علی میاںؒ نے اپنی بیماری کا تذکرہ کیا تو حضرت نے فرمایا ’’لاہور تشریف لے آئیں یہاں آپ کا علاج کرائیں گے‘‘ تو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لاہور تشریف لے آئے۔ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ نے حوالہ جات مہیا کئے تو حضرت علی میاںؒ نے قادیانیت پر عربی میں کتاب تحریر فرمائی۔

حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا کہ اب اردو میں لکھیں تو آپ نے ’’قادیانیت .... مطالعہ وجائزہ‘‘ کے نام سے کتاب تحریر فرمائی۔ جس کی کتابت سید نفیس الحسینیؒ نے کی۔ اس کی طباعت کے مصارف مجلس نے ادا کئے، لکھنؤ اور بیروت سے شائع ہوئی۔ ۱۹۷۴ء میں جب قادیانی کیس قومی اسمبلی میں چل رہا تھا قادیانیوں نے اپنا محضر نامہ پیش کیا۔ ان کے مقابلہ میں مجلس نے ’’ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ پیش کیا، جو سید نفیس الحسینیؒ نے اپنے شاگردوں کی ٹیم سے اپنی نگرانی میں لکھوایا۔ ۞۞

حضور احمد عنصر بہاولپور کی وفات

جناب حضور احمد عنصر بہاولپور (سابقہ ریاست) کے مشہور ومعروف نعت خواں تھے۔ موصوف صاف دل، نرم خو، ہنس مکھ طبیعت کے مالک ثنا خواں تھے۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور مبلغ رہا۔ راقم سے پہلے مولانا غلام محمد علی پوریؒ اور مولانا عبداللطیف تھے۔ ان کے دور میں بالخصوص مولانا غلام محمدؒ کے دور میں بہاولپور میں تین تین روزہ ختم نبوت کانفرنس ہوتیں جو بہاولپور کی وسیع وعریض عیدگاہ میں ہوتیں۔ داعی مولانا غلام محمدؒ ہوتے، جبکہ میزبان حاجی سیف الرحمٰن انصاریؒ ہوتے۔ الحاج محمد ذکر اللہؒ، حاجی عمر دینؒ، جناب عبدالرحمٰن انصاریؒ، جناب علم الدین انصاریؒ، حکیم محمد ابراہیم جالندھریؒ ان کے معاون ہوتے۔ دور بدلا، تین روزہ کانفرنسوں اور جلسوں کی جگہ یکشنبہ (ایک رات) کی کانفرنسوں نے لی۔ راقم نے اپنے دورِ تبلیغ میں جامع مسجد الصادق میں ۱۴/اگست کو کانفرنس شروع کی اور حضور احمد عنصر مسلسل تشریف لاتے رہے۔ راقم کے بعد اور موجودگی میں مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ نے نظم سنبھالا اور کانفرنس ۱۴/اگست کے بجائے اکتوبر کی تاریخوں میں منعقد ہونا شروع ہوئی۔ موصوف عنصر مسلسل تشریف لاتے رہے، انہیں بلایا جاتا یا نہ بلایا جاتا وہ کانفرنس میں شریک ہوتے۔ تقریباً ساٹھ سال عمر ہوگی۔ چالیس سال سے وہ مجلس کے پروگراموں میں شرکت فرماتے رہے۔ پل فاروق آباد بہاولپور کے رہنے والے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد ۸/جنوری ۲۰۲۶ء کو جامعہ نظامیہ بہاولپور کے پروگرام میں شرکت کی اور نعت پڑھی۔ مغرب کی نماز کے بعد مدرسہ اصحاب صفہ بہاولپور جس کے بانی قاری منظور احمد نعمانی تھے میں نعت پڑھی اور بلاوا آ گیا۔ ہنستے، مسکراتے، نفیس نظمیں، حمد خداوندی، عظمت اصحاب رسول پڑھتے رخصت ہوگئے۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ نعت خواں نبوی کی برکت سے ان کی مغفرت فرمائیں، آمین یا الٰہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جامع مسجد قدیم حافظ آباد:

۶ر فروری جمعۃ المبارک سے قبل تقریباً پون گھنٹہ بیان کیا۔ جامع مسجد قدیم اہل حق کا قدیم مرکز ہے۔ جس میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، مولانا محمد نافع گلؒ جیسے اساتذۂ کرام سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کرنے والے حق گو عالم دین مولانا محمد الطافؒ مختلف مقامات پر تعلیم و تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۶۱ء میں جامع مسجد قدیم کی امامت وخطابت، مدرسہ اشرفیہ ونیکے روڈ حافظ آباد کا اہتمام سنبھالا، نصف صدی تک حافظ آباد میں دین متین کی حفاظت ونشرواشاعت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے دور میں موقوف علیہ تک مدرسہ میں تعلیم ہوئی۔ آپ کا سیاسی تعلق جمعیت علماء اسلام سے تھا۔ جمعیت کے عظیم راہنما مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ بارہا ان کی دعوت پر تشریف لائے، آپ کا تعلق اعوان برادری سے تھا، بہادر اور جرأت مند عالم دین تھے۔ ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی ختم نبوت کی تحریکوں اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں پروانہ وار حصہ لیا۔ ۲۳ر اکتوبر ۲۰۱۱ء کو نصف صدی خدمات سرانجام دینے والا بوڑھا جرنیل تھکا ماندہ اپنے پروردگار کے حضور پیش ہوگیا۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند ارجمند علامہ احمد سعید اعوان کی امامت میں ادا کی گئی اور مسجد اور مدرسہ کے بالمقابل قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند علامہ احمد سعید اعوان کو مسجد کا خطیب اور مدرسہ کا مہتمم مقرر کیا گیا۔

۳۳ سال پہلے جب ختم نبوت کورس چناب نگر میں شروع ہوا، اس وقت سے راقم کورس کے دنوں ایک جمعہ حافظ آباد میں حاضر ہوتا ہے۔ چنانچہ ۶ر فروری جمعۃ المبارک کی نماز سے پہلے تقریباً پون گھنٹہ راقم نے بیان کیا۔

جناب فیضان رسول کے عصرانہ میں شرکت:

فیضان رسول سلمہ تحریک ختم نبوت کے پُرجوش ورکر ہیں۔ ۶ر فروری عصر کی نماز کے بعد مولانا محمد عارف شامی، جناب محمد عرفان، غلام شبیر ڈرائیور کی معیت میں ان کے عصرانہ میں شرکت کی۔

الشریعہ اکیڈمی:

اکیڈمی کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ ہیں جس کی دو شاخیں ہیں۔ بڑی شاخ مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ و مدرسہ الشریعہ کے نام سے کنگنی والا گوجرانوالہ میں ہے۔ الشریعہ کے شعبہ نشرواشاعت کے تحت ۱۹۸۹ء سے ''الشریعہ'' رسالہ بھی نکلتا رہا ہے۔ نیز ۲۰۱۱ء سے الشریعہ اکادمی میں ہر سال شعبان و رمضان المبارک میں دورۂ حدیث اور محاضرات علوم قرآنیہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس میں حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ کے علاوہ بھی گوجرانوالہ اور ملک کے دوسرے حصوں سے علماء کرام اور اسکالرز مختلف عنوانات پر لیکچر دیتے اور بیان کرتے ہیں۔ راقم کو ۷ تا ۹ر فروری کو صبح نو سے سوا دس بجے تک حیات مسیح علیہ السلام اور اوصافِ نبوت پر درس کی سعادت نصیب ہوئی۔

مدینہ مسجد کپڑا بازار:

مسجد کے خطیب مولانا زاہد اللہ خان مدظلہ جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ کے زعماء میں سے ہیں، ایک عرصہ سے مسجد ہذا میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ مجلس اور اس کے رفقاء سے محبت والفت رکھتے ہیں، ہر ماہ میں ایک روز عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر مجلس کے مبلغین کے بیانات کراتے ہیں۔ ۸ر فروری عصر کی نماز کے بعد آپ کی مسجد میں مختصر بیان کرنے کا موقع ملا۔

جامعہ ابوایوب انصاریؓ گرین ٹاؤن:

جامعہ کے بانی مولانا محمد یوسف مدظلہ ہیں۔ مدرسہ کی دو شاخیں ہیں، ایک شاخ گنبد والی مسجد گوجرانوالہ شہر کنگنی والا مین بازار کے نزدیک قائم ہے، جبکہ دوسری شاخ گرین ٹاؤن میں واقع ہے۔ جامعہ کا آغاز کنگنی والا جامع مسجد گنبد والی میں ۲۰۰۹ء میں ہوا، جبکہ ۲۰۱۰ء میں گرین ٹاؤن کا آغاز ہوا، گرین ٹاؤن شاخ چار کنال رقبہ پر مشتمل ہے۔ درجہ خامسہ تک درجہ کتب کی تعلیم ہوتی ہے، درجہ کتب میں ۴۲ طلبا جبکہ حفظ میں ۱۰۰ اور ناظرہ میں بھی تقریباً ۱۰۰ طلبا، تعلیم بالغان کا سلسلہ بھی جاری ہے، جس میں بڑی عمر کے بیس مرد اور ۱۵ خواتین زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہو رہے ہیں۔ مولانا قاری فرقان احمد کی معرفت ۷؍ فروری کو عشاء کی نماز کے بعد تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔

ختم نبوت کورس، گوجرانوالہ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیر اہتمام جامع مسجد تقویٰ پیپلز کالونی میں دو روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کی صدارت جامع مسجد کی کمیٹی کے صدر حاجی محمد ادریس نے کی۔ ۸؍ فروری کو عشا کی نماز کے بعد مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ کے امام و نائب خطیب مولانا فضل ہادی مدظلہ نے پروجیکٹر کے ذریعہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور ختم نبوت سے متعلق چیدہ چیدہ حوالہ جات دکھلائے۔

۹؍ فروری کو عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر تقریباً نو بجے تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قادیانیوں کے غلیظ عقائد اور مرزا قادیانی کے دعاوی اور ان کا رد پیش کیا۔ نیز کورس کے مقامی اختتام پر سوالات کے جوابات دیئے۔ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ناظم پروفیسر حافظ محمد انور تھے۔ کورس کا اہتمام گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی نے کیا۔ (غلام یٰسین ناظم دفتر مجلس گوجرانوالہ)

جامع مسجد امام اہلسنت گکھڑ میں ختم نبوت سیمینار:

حضرت مولانا سرفراز احمد خان صفدرؒ امام اہلسنت دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ حضرتؒ نے ۱۹۴۱ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ ۱۹۴۳ء میں گکھڑ میں تشریف لائے اور ایک چھوٹی سی مسجد کو اپنی دعوت و تبلیغ ، امامت و خطابت، دروس قرآن و حدیث کا مرکز بنایا اور قریب ہی رہائش اختیار کی۔ چھوٹی مسجد بڑی بنی اور آپ کے درس قرآن کی برکت سے بڑی بنی۔ مسجد ہذا کے بانی اول مولوی غلام حیدر چیمہ تھے۔ جن کی وفات ۱۹۸۷ء میں ہوئی، آپ کی قبر مسجد کے کونے میں ہے۔ آپ نے جامعہ نصرۃ العلوم میں تدریس کا آغاز فرمایا۔ کریما نام حق سے لے کر بخاری شریف تک تمام اسباق پڑھائے۔ آپ نے تصنیف و تالیف شروع کی۔ آپ کے قلم سے دسیوں کتابیں معرض وجود میں آئیں۔ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے تھے، وفات سے پہلے آپ نے اپنے شاگردوں اور مریدوں کے نام جو پیغام جاری فرمایا وہ آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالقدوس قارنؒ نے وفات سے پہلے ۲۰۰۹ء میں بادشاہی مسجد لاہور کے ہزاروں کے اجتماع میں ختم نبوت کانفرنس میں پڑھ کر سنایا اور جنازہ کی نماز سے پہلے آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالحق خان بشیرؒ نے پڑھا:

”تحفظ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے میرے تمام شاگرد، مریدین و متعلقین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہر قسم کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ یہ جماعت ہمارے بزرگوں کی قائم کردہ ہے، میری سب کو یہ نصیحت اور حکم ہے۔“

۱۰؍ فروری کو حضرت شیخؒ کی اس عظیم یادگار میں ختم نبوت سیمینار سے پون گھنٹہ سے زیادہ خطاب کا موقع ملا۔ ادارہ جامعہ اہلسنت و مسجد امام اہلسنت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کا نظم حضرت والا کے فرزند ارجمند مولانا حماد الزاہراوی چلا رہے ہیں۔ دورۂ تفسیر ۱۵؍ جنوری سے شروع ہے، ۱۳؍ فروری تک جاری رہے گا۔ حضرت امام اہلسنت کے فرزند مولانا حماد الزاہراوی اور جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل مولانا عبدالقیوم پڑھا رہے ہیں۔ دورۂ تفسیر کے شرکاء سے مولانا زاہدالراشدی مدظلہ بھی مختلف

موضوعات پر لیکچر دے رہے ہیں۔
۱۳؍فروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے طلبا کو نصیحت و وصیت آمیز خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک نے آپ کو ختم نبوت کے اس عظیم پروگرام کے لئے چن لیا ہے، لہٰذا اپنے اپنے علاقہ میں جاجا کر تم نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر و اصاغر کو عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت سرانجام دینے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت مفتی صاحب کے بیان کے بعد مولانا وسیم اسلم نے مجلس کے انٹرنیٹ پروگراموں سے متعلق معلومات فراہم کیں۔
۱۴؍فروری صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک آخری اور تیسرا پرچہ ہوا، پرچہ کے دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے گلشن ختم نبوت کو باغ و بہار دیکھ کر اظہار مسرت کیا اور کچھ دیر امتحان گاہ میں تشریف فرمارہے۔ امتحان کی نگرانی مولانا اللہ وسایا، مولانا فقیراللہ اختر، مولانا حافظ محمد انس، مولانا وسیم اسلم، مولانا توصیف احمد، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا عنایت اللہ مبلغ کوئٹہ، مولانا خالد عابد مبلغ سرگودھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا الیاس الرحمٰن، مولانا قاری ڈاکٹر محمد اصغر سمیت کئی ایک مبلغین اور اساتذۂ کرام نے کی۔ راقم بھی تھوڑی دیر امتحان گاہ میں رہا۔

۱۴؍فروری صبح کی نماز کے بعد شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مہمانانِ رسول سے آخری خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے اپنے مقامات پر پڑھے ہوئے اسباق کو بیان فرماکر مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ کریں۔ ظہر کی نماز کے بعد بنوں مجلس کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ نے بھی خطاب فرمایا۔ موصوف اپنے احباب سمیت تشریف لائے۔ تمام شرکائے کورس کو فی کس ایک ہزار روپے مولانا توصیف احمد، مولانا حافظ محمد انس نے تقسیم کئے۔ راقم نے مہمانانِ گرامی سے میزبانوں کے رویہ اور میزبانی کے متعلق استفسار کیا تو تمام شرکاء نے منتظمین کو شاندار انتظامات پر اظہار تشکر کیا۔

جامع مدینہ مسجد ٹھٹھہ خیرو متمل:
۱۲؍فروری مغرب کی نماز کے بعد مدینہ مسجد میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس کی صدارت خطیب مسجد مولانا سبطین تونسوی نے کی۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا محمد عارف شامی نے مختصر بیان کیا جبکہ تفصیلی بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا، مبلغین ختم نبوت نے واضح کیا کہ ہم اپنے بزرگوں کے طریقہ کے مطابق قادیانیوں کا ہر سطح پر تعاقب جاری رکھیں گے اور یہ تعاقب قادیانیت کے خاتمہ تک جاری رہے گا۔
مبلغین نے کہا کہ قادیانیت برطانوی استعمار کی پیداوار ہے اور پنجاب کے آخری انگریز گورنر سر فرانسس موڈی نے انہیں ۱۰۳۴ ایکڑ زمین دس روپے ایکڑ کے حساب سے دی اور قادیانیوں نے ربوہ میں اپنا علیحدہ ملک بسایا۔ جس طرح مملکت کا نظام چلانے کے لئے وزارتیں ہوتی ہیں۔ قادیانیوں نے نظارت کے نام سے وزارتیں قائم کیں۔ ایک وقت تھا کہ ربوہ میں چڑیا کو پَر مارنے کی اجازت نہ تھی۔ اب الحمدللہ! ربوہ کی سنگینی ختم ہوچکی ہے۔
مبلغین نے سامعین سے گزارش کی کہ وہ چناب نگر (ربوہ) کا وزٹ کریں، الحمدللہ! امسال ۲۴؍جنوری سے ۱۵؍فروری تک منعقد ہونے والے کورس میں بارہ سو سے زائد طلبا ردِقادیانیت کورس میں زیر تربیت ہیں۔ جلسہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں کثیر تعداد میں تحصیل پنڈی بھٹیاں کے علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت کی۔ (غلام شبیر)

خطبۂ جمعہ جامع مسجد محمدی چنیوٹ:
(محلہ پورن بلاد) ۱۳؍فروری ۲۰۲۶ء جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد محمدی میں دیا۔ جامع مسجد محمدی کی تعمیر قدیم تو دسیوں سال قبل ہوئی لیکن تعمیر جدید ۲۰۰۴ء میں ہوئی۔ مولانا فیض اللہ مدظلہ ہمارے علاقہ شجاع آباد کے رہائشی ہیں، ۱۹۹۶ء سے امامت وخطابت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ چنیوٹ تحریک ختم نبوت کا قدیمی مرکز ہے۔ اہل چنیوٹ بالخصوص چوہدری ظہور احمدؒ، شیخ منظور احمد، حاجی فیروز دین اور دیگر احباب جماعت نے تقریباً ۳۵ سال قادیانیوں کے سالانہ جلسہ میں دسمبر کے آخری یخ بستہ دنوں تک ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا۔

مطبوعات ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	رعایتی قیمت
1	محاسبہ قادیانیت: جلد نمبر 01 تا 36	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	14400
2	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	حضرت مولانا پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	600
3	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
4	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	600
5	مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام (17 جلدیں)	متعدد حضرات کے مجموعہ کتب و رسائل	7500
6	تحریک ختم نبوت (10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
7	مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (3 جلدیں)	جج محمد اکبر خان صاحب	1000
8	قومی اسمبلی میں بحث پر مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
9	مجموعہ رسائل رد قادیانیت جلد اول	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
10	مجموعہ رسائل رد قادیانیت جلد دوم	رسائل اکابرین	350
11	فتاویٰ ختم نبوت (3 جلدیں)	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1200
12	قادیانی شبہات اور ان کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
13	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	700
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
16	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
17	فتنہ گوہر شاہی	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ / مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب	200
18	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب / مولانا قاضی احسان احمد صاحب	250
19	سیدہ فاطمہؓ	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	250
20	تحفۂ قادیانیت (6 جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	1800
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	300
22	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
23	قادیانیت (مطالعہ و جائزہ)	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	250
24	ایک ہفتہ شیخ الہند کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
25	ختم نبوت ڈائری 2026ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	350
26	ختم نبوت کیلنڈر 2026ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	150
27	خلفائے راشدین اور اہل بیتؓ کے باہمی تعلقات	علامہ زمخشریؒ / مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ	100
28	نشان منزل	محترمہ خنساء امین صاحبہ	200
29	ختم نبوت کورس	جناب مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350

نوٹ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔